کی گیارہ کتابیں
اسلام
ساتویں کتاب
حضرت علامہ مولانا
مفتی عبدالقادر قریشی
المشہور
غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ
مرکزی
مجلس رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام کی ساتویں کتاب

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَo وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَo وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

عقائدواحکام دینیہ

خدا ایک ہے۔ حضرت رسولِ خُدا محمد رسول اللہ ﷺ برحق ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ محبوبِ خدا ہیں۔ سب سے اول حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پہلے نبی وہی ہیں۔ خاتم نبیوں کے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان کے بعد نہ کوئی پیغمبر ہوا ہے نہ ہو گا۔ ہر ایک رسول کا کلمہ جدا تھا۔ ہمارے اسلام میں یہ کلمہ طیبہ ہے۔ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ. کلمہ کے معنی یہ ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' محمد رسول خدا کے ہیں۔

اسلام کے پانچ بنا ہیں۔ اول کلمہ پڑھنا، دوسرا نماز پڑھنی، تیسرا رمضان شریف کے روزے رکھنے، چوتھا مال کی زکوٰۃ دینی، سرمایہ مال کا جب کہ چون روپے تک (اس دور کے ۲/۱ ۷ تولے سونے یا ۵۲ تولے چاندی کی قیمت ہے۔ اب موجودہ ریٹ کے مطابق حساب کریں) ہو جائے تو بعد از سال ہر سال چالیسواں حصہ دینا فرض ہے' چون روپے سے کم مال ہو تو فرض نہیں، پانچواں حج کعبہ معظمہ کا ہے جس کی شرائط اسلام کی تیسری کتاب میں مفصل بیان ہو چکی ہے۔ حج عمر بھر میں ایک فرض ہوتا ہے۔

ماں باپ کا حق ادا کرنا اور ان کا کہا ماننا اور ادب کرنا فرض ہے۔ جو ان کا کہا نہ مانے یا ان کی بے ادبی کرے تو اس کو عاق کہتے ہیں۔ اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قبول

نہیں ہوتی۔ خاوند کو اپنی عورت کی خدمت نان ونفقہ سے باعزت کرنی واجب ہے۔ عورت کو خاوند کا حق بجالانا واجب ہے۔ اپنے کنبے میں کوئی عاجز ہو تو اس کی خدمت کرنی' نان ونفقہ دینا اور علاج معالجہ کرنا واجب ہے۔ اگر عاجز ہو تو بھی ہفتہ عشرہ میں اس سے ملنا اور مزاج پرسی کرنی واجب ہے۔ استاد و مرشد کا ادب کرنا اور خدمت کرنی بھی اور اہلِ بیت نبوی کی محبت و تعظیم بھی فرض ہے۔ اصحاب رسولِ خدا کے باقی ساری امت سے افضل ہیں۔ ان کی آپس میں جنگی تکرار سے ہم کو خاموشی لازم ہے۔

کسی مسلمان کو بدی سے یاد نہ کریں۔ مرے ہوئے مسلمانوں کے نیک کام کا ذکر کرنا چاہئے۔ پیٹھ پیچھے کسی کی ایسی بات کرنی جس سے وہ ناراض ہونا جائز ہے' اسی کا نام غیبت ہے۔ اَن ہونی بات کسی کی کرنی بہتان ہے۔ حسد کرنا حاسد کی نیکیوں کو ایسا مٹاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو جلا دیتی ہے اور بھسم کر دیتی ہے۔ دیندار وہی ہے جو اپنے دین کے کام کو مقدم رکھے۔ مباح چیز کے وعدے کا وفا کرنا واجب ہے۔ عورت کو خاوند کی بات یا خاوند کو عورت کی بات دوسرے کے آگے بیان کرنی بھی خیانت ہے۔

جنت میں جانے کے بہت راستے ہیں۔ پہلا بڑا دروازہ ایمان ہے۔ جس کے سوائے کوئی راستہ نہیں ملتا۔ کلمہ طیبہ اس دروازۂ بہشت کی کنجی ہے۔ جس نیکی کرنے سے دوسرے لوگوں کو ہدایت ہو اور دیکھا دیکھی سے یہ بھی وہی نیک کام کریں تو پہلے کو ان سب جتنا ثواب ملے گا' اور وہ شخص اس کام کے ثواب میں سب سے پہلے بہشت میں اجر پائے گا۔ مسجد بنانی بہشت میں اپنا گھر بنا لینا ہے۔ قیامت کے روز مسجد مثل جہاز کے ہوگی کہ بنانے والے کو اپنے اوپر سوار کرے گی اور دوزخ سے پار ہو کر بہشت میں لے جائے گی۔ کعبہ معظمہ کے حج کرنے والے کعبہ سے لٹک جائیں گے' وہ بھی سب کو بہشت میں لے جائے گا۔ جب بیت المقدس بنتی تھی تو ایک بڑھیا نے اس عمارت میں ایک آدھ آنہ کی امداد دی تو بہشت میں داخل ہوئی۔ اور ایک بڑھیا نے نمرود کافر کی چِتا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کے واسطے بنائی تھی ایک آدھ آنہ کی امداد دی تو دوزخ میں

چلی گئی۔ راہِ خدا میں تھوڑی سی بھی امداد کرنی بہشت میں لے جاتی ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی منشی دربارِ بادشاہی نے کہا کہ ذرا قلم بنادو۔ آپ نے جواب دیا کہ ظالم کی امداد کرنا ظلم ہے۔ قرآن شریف میں ظالم کے مددگار کو ظالم کے برابر فرمایا ہے۔ جس قدر مسلمان دین میں کوشش کرے اُسی قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو امداد ملتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب پر فضیلت اسی سبب سے ہوئی کہ ہر نیک کام میں وہی بانی مبانی ہوئے۔ زمین مسجد نبوی کی مدینہ منورہ میں انہی کی زَر سے خریدی گئی۔ اور زیادتی اور خوبصورتی مسجد نبوی کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ سب صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ''یہ زیادتی اور خوبصورتی نئی بات ہے' حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین آخر نے نہیں کی تھی آپ نے کیوں کی؟'' انہوں نے کہا ''میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کوئی مسجد بنائے خدا تعالیٰ اس کے واسطے بہشت میں محل بنا تا ہے' تو میں چاہتا ہوں کہ میرا محل بہشت میں اچھا ہو۔'' سب نے تسلیم کیا۔ وہیں سے مساجد کی زینت شروع ہوئی۔ مسجد کی خبر گیری کرنی اس قدر اجر رکھتی ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالائے عرش ایک خیمہ نور کا دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ یہ کس کا ہے؟ آواز آئی کہ یہ نوری خیمہ ہے' اس کا ہے جو اپنے ماں باپ کی خدمت کرتا ہے اور مسجد کا خبر گیر رہتا ہے۔

نماز کے مسائل

یہ نماز پانچ وقت کی معراج شریف کی رات میں فرض ہوئی۔ اس سے پہلے دو وقت کی نماز تھی' صبح و عصر کی۔ نماز ہر ایک مومن عاقل و بالغ پر فرضِ عین ہے۔ نماز کی بہت تاکید ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں (جس کو ابوداؤد وغیرہ نے بیان کیا) وارد ہے کہ

تم اپنے لڑکوں کو سات سال کی عمر میں نماز سکھلاؤ' اور دس سال کی عمر میں مار کر پڑھاؤ۔ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ' دوسری فصل)

مگر مارنا ہاتھ سے ہو تین بار تک' نہ لکڑی سے کہ لکڑی سے مارنا خاصہ مکلف کا ہے۔ علماء نے ساری عبادات مفروضہ کا یہی حکم دیا ہے۔ روزہ وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ اور

محرمات سے بچاؤ۔

نماز کا منکر کافر ہے اور تارک سستی سے فاسق ہے۔ امامِ وقت کو حکم ہے کہ تارکِ صلوۃ کو قید کریں اور ایسا ماریں کہ جس سے خون جاری ہو جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کو کفر کے سبب قتل کا حکم دیتے ہیں۔

فائدہ

لوگ بے نماز ہیں اور پھر دعوے کرتے ہیں کہ ہم حضرت غوثِ اعظم قُدس سرہٗ کے نزدیک منظور ہیں اور ان کی جناب میں اعتقاد رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت پاک کا حکم ان کی نسبت کفر وقتل کا ہے۔ وہ ایسے شخص کو کیسا پیار کریں گے اور کب اس کا کہا مانیں گے۔ سب سے اول نماز کا پابند ہونا ضروری ہے جس سے خدا تعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ اور حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ راضی ہوں۔ بعدہٗ جو عرض معروض اس جناب میں کرنی ہو کریں وہ منظور فرمائیں گے ورنہ کچھ نہیں۔

اوقاتِ نماز

وقت نماز صبح کا طلوع صبح صادق سے قبل از طلُوعِ آفتاب تک ہے۔ اور وقت ظہر کا زوالِ آفتاب سے دو مثل سایہ تک سوائے سایہ اصلی کے۔ جس جگہ مقیاس یعنی لکڑی واسطے ناپنے سایہ کے نہ ملے وہاں آدمی اپنے قد کی دو مثل ناپ لے۔ اور قد آدمی کا ساڑھے چھ قدم سر سے ایڑی تک ہوتا ہے۔ اور وقت عصر کا دو مثل سایہ سے قبل از غروبِ آفتاب تک۔

مسئلہ باریک ہے کہ آفتاب غروب ہو کر پھر عود کرے تو وقت عصر کا بھی عود کرے گا یا نہیں؟ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت سید عالم ﷺ نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا کر کے آفتاب کو بعد غروب کے پھیرا تھا کہ بعد شام کے وقت عصر کا ہو گیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ اس میں اختلاف

علماء کا تھا مگر تحقیق یہی ہے کہ وقت سبب نماز کا عود نہیں کرتا۔ اگر وہی وقت سبب عود کرتا تو سب کو نماز عصر کی پڑھنی فرض ہوتی۔ یہ خصوصیت حضرت علی ﷛ کی تھی۔ اور وقت مغرب کا غروبِ آفتاب سے غروبِ شفق تک ہے۔

اب شفق میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک سرخی کا نام ہے اور محققین کے نزدیک سپیدی ہے۔ یہی مذہب حضرت صدیق اکبر ﷛ وحضرت عائشہ صدیقہ ﷝ کا ہے۔ اور سرخی کی روایت فقط حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے ہے۔ اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ شفق سپیدی کو فرماتے ہیں اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہما سرخی کو۔ مذہب امام صاحب کا قوی ہے۔ ہر ایک قولِ امام ہمام میں احتیاط ہے اور قول صاحبین میں وسعت ہے۔ امام صاحب کا قول بجز ضرورت اور تغافل الناس کے ترک نہ کیا جائے۔ اصل میں دلائل امام صاحب کے قوی ہیں۔

یاد رہے کہ تفاوت دونوں شفقوں میں اس قدر ہے کہ جس قدر تفاوت مابین صبحِ کاذب وصبحِ صادق کے ہے۔ اور وقت عشاء کے غروبِ شفق سے طلوعِ صبح کئے جائیں۔ کیونکہ ترتیب نمازوں میں فرض ہے اور وتر نزدیک امام صاحب کے فرض عملی ہیں اسی واسطے ترتیب مابین عشاء و وتر فرض عملی ہے۔

اوقات مستحبہ نماز

نمازِ صبح میں اسفار مستحب ہے کہ سپیدی میں شروع کرے۔ چالیس آیات یا ساٹھ تک نماز میں پڑھے۔ ہنوز وہی سپیدی باقی ہو۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر نماز کا فساد نکل آئے تو پھر اعادہ بطریق مسنون کرسکتا ہے۔ اور حاجی کو مزدلفہ میں اور عورت کو روز ہر جگہ تغلیس (تاریکی) مستحب ہے۔

اور نمازِ ظہر میں اتنی تاخیر چاہئے کہ دیواروں کے سایہ میں آدمی چل سکے۔ اور وقت جمعہ وہی وقت ظہر کا ہے

اور نمازِ عشاء میں تاخیر ثلث رات تک مستحب ہے مگر موسمِ گرما میں تعجیل مستحب

ہے۔نصف رات سے زیادہ تاخیر کرنی مکروہ ہے۔

اور تاخیر کرنی نمازِ عصر کی زردی آفتاب تک اور نمازِ شام کے انبوہ ستارگان تک مکروہ ہے۔اس کی کراہت میں اختلاف ہے۔بحرالرائق اور قنیہ والے کے نزدیک کراہت تحریمہ ہے اور طحاوی کراہت تنزیہ کہتا ہے۔

اور وقت وتر کا اخیر شب اُس کے واسطے مستحب ہے جو اپنی بیداری کا اعتماد رکھتا ہو۔ ورنہ اول رات افضل ہے۔

اور سرد ملک میں تعجیل ظہر کی موسم سرما اور ربیع وخریف میں اور تعجیل عصر وعشاء کے بعد ابر کے مستحب ہے اور تعجیل مغرب کے مطلقاً مستحب ہے۔اور وقت طلوع واستواء و غروبِ آفتاب نماز جنازہ وسجدہ مکروہ تحریمی ہے۔

عصر وعشاء میں ابر کے روز جلدی کرنی مستحب ہے اور مغرب میں مطلقاً۔

اور اذان کا وقت تابع وقت نماز کے ہے یعنی جس موسم میں نماز جلدی پڑھیں اُس موسم میں اذان بھی جلدی کہیں اور جہاں تاخیر ہے وہاں اذان بھی تاخیر سے کہیں۔

طلوع کے وقت نمازِ صبح ناجائز اور غروب کے وقت فقط عصر اُس یوم کی جائز ہے۔ اور قضا دونوں وقت ناجائز ہے اور بعد نمازِ فجر وعصر کے طلُوع وغروب تک نوافل مکروہ ہیں اور قضا فرائض مکروہ نہیں۔اور ایسا ہی بعد طلُوعِ فجر کے نماز تک سوائے دو رکعت سنتِ فجر کے دوسرے نوافل مکروہ ہیں۔اور ایسا ہی وقت خروج امام کے واسطے خطبۂ جمعہ کے سنت ونوافل مکروہ ہیں۔بخاری ومسلم میں حدیث وارد ہے کہ خطبۂ جمعہ کے سنت و نوافل مکروہ ہیں۔بخاری (ج ۱ص ۱۲۷، ۱۲۸ مطبوعہ نور محمد کراچی) ومسلم کتاب الجمعہ میں حدیث وارد کہ خطبہ کے وقت اگر تُو اپنے صاحب سے کہے کہ چُپ ہو لغو ہے۔جب امر بالمعروف جو فرض ہے منع ہوا تو نوافل بطریق اولیٰ ممنوع ہیں۔اور ایسا ہی جب جماعت کی تکبیر ہو جائے تو نوافل مکروہ ہیں، مگر سنت فجر کی جب کہ خوف فوت ہونے جماعت کا نہ ہو۔اگر جانتا ہے کہ تشہد میں امام کے ساتھ مل جائے گا تو سنت فجر پڑھ لے

ورنہ ترک کردے۔ قضا سنت کی نہیں۔

اور ایسا ہی عید کے روز قبل از نمازِ عید نوافل مکروہ ہیں، خواہ مسجد میں پڑھیں خواہ گھر میں۔ اور بعد از نماز مسجد میں مکروہ ہیں اور گھر میں مکروہ نہیں۔

اور وقت مدافعت بول و براز کے یا ریح کے بھی نماز مکروہ ہے، اور ایسا ہی جب بھوک سخت ہو تو بھی نماز مکروہ ہے، غرض جو چیز مخل خشوع نماز کی ہو اُس کے ہوتے ہوئے نماز مکروہ ہے۔

شرائط نماز

اوّل

طہارت بدن کی حدث و خبث سے۔

دوم

طہارت ثوب (کپڑا) وغیرہ جو اس کے بدن پر ہو یا کندھے پر ہو۔

سوم

طہارت مکان۔

چہارم

ستر عورت اگر خلوت میں ہو۔ مرد کی ناف سے ماتحت دونوں گھٹنوں تک اور عورت کو سارا بدن ڈھانپنا فرض ہے، سوائے چہرہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں قدم کے، اور لونڈی کو ناف سے ماتحت گھٹنوں تک اور پشت و شکم و ہر دو پہلو ڈھانپنے فرض ہیں۔ مگر عورت کو درمیان مردوں کے چہرہ ڈھانپنا فرض ہے۔ اگرچہ چہارم عضو کا بقدر تسبیح ننگا ہو جائے تو نماز فاسد ہوگی۔ اگر نیت کے وقت ننگا ہے تو نماز شروع ہی نہیں ہوئی۔

مسئلہ: ستر عورت غیر سے فرض ہے نہ اپنے سے۔

مسئلہ: اندھیرے میں بھی ستر عورت فرض ہے۔

مسئلہ: اگر کپڑا اتنگ ہو کہ بدن کے ساتھ چپک گیا ہو اور صورت عضو کی بن گیا ہو کچھ مانع نماز نہیں۔ ہاں دیکھنا دوسرے شخص کو اس کی طرف حرام ہے۔

پنجم

نیت نماز کی اصل نیت دل کی ہے اور زبان کے ساتھ مستحب ہے۔ فارسی و عربی وغیرہ زبانوں میں درست ہے۔ مگر اصل یہ ہے کہ بصیغہ ماضی ہو جیسا نَوَیتُ یعنی میں نے نیت کی اس نماز کی۔ اگر بصیغۂ حال کہے تو بھی جائز ہے۔ مقتدی نے اگر تکبیر سے پہلے نیت کر لی اور جلدی سے دوڑتا ہوا جماعت میں اگر شامل ہو گیا اور تکبیر کہی تو درست ہے۔ اتنا خیال رہے کہ مابین نیت و تکبیر دُنیاوی کام و کلام نہ آئے۔ تکبیر کے بعد اگر نیت کرے تو ناجائز ہے۔ فقط امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رکوع یا رفع از رکوع یا قعود تک اگر نیت کرے تو کافی ہے۔ فرائض نیت فرض کی ضرور چاہئے اور نیت نماز قضا میں بھی وقت کی تعیین ضرورت ہے اور دن کی تعیین میں اختلاف علماء کا ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ تعیین دن کی ضروری نہیں اور عدد رکعت کی تعیین بھی ضرورت نہیں۔

ششم

استقبال قبلہ کا حقیقتاً یا حکماً جیسا کہ عاجز مرض کے سبب یا دشمن کے سبب یا اشتباہ جہت کے سبب جیسا کہ اندھیری رات میں تحری سے نماز پڑھتا ہے۔

مکی و آفاقی میں اتنا فرض ہے کہ مکی کعبہ شریفہ کو بچشم خود دیکھے اور آفاقی اس کی سیدھ پر نماز پڑھے۔ شہروں میں محراب نشان سمتِ کعبہ شریف کی ہیں اور صحراء اور دریا میں قُطب تارہ

فائدہ

قبلہ کی شناخت کے واسطے محراب بنائے ہوئے صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم کے ہیں۔ زاں بعد قطب تارہ بعدہٗ سوال از عارف سمتِ قبلہ عارف قبلہ سے بعدہ تحری اور

اجتہاد اپنا دوسرے کے تحری واجتہاد پر عمل نہ کرے۔ اگر ہر رکعت میں تحری ورائے اس کی بدل جائے تو جدھر رائے ہو ادھر پھر جائے۔ اگر چہ چار رکعت میں چاروں طرف پڑھے تو نماز جائز ہے۔ بعد از ادائے نماز تحری اس کی غلط نکلے تو اعادہ نماز کا نہ چاہئے۔ اگر بدوں تحری کے نماز پڑھے تو ناجائز ہے۔ ہاں اگر صحراء میں امام کے پیچھے ہو اور نماز جانتا ہے اور تحری امام کے مخالف ہے یا امام سے آگے ہو تو نماز جائز ہے۔

مسئلہ

ریا اور اخلاص میں اتنا فرق ہے کہ جو کام لوگوں کے سامنے پورا کرے اور تنہائی میں ناقص تو وہ ریا ہے۔ اگر برابر کرے تو اخلاص۔

مسئلہ

فرائض کا اصل ثواب ریا سے نہیں جاتا' البتہ زیادتی ثواب کی کوئی نہیں' اور نوافل کا ثواب بالکل کوئی نہیں رہتا۔

مسئلہ

فرض اور واجب پر اُجرت لینی جائز نہیں۔ پس اگر کوئی کسی سے کہے کہ اگر تم نماز پڑھو تو میں تم کو ایک نماز پر ایک اشرفی دوں گا' اور اس نے نماز پڑھی تو یہ اشرفی لینے کا مستحق نہیں۔

مسئلہ

نماز واسطے رضا خصم کچھ نہیں۔ دشمن نماز سے راضی نہیں ہوتا۔ قیامت کے روز وہ اپنا حق لے گا۔ ہاں اگر نماز نفل پڑھ کر اس کا ثواب کسی کو بخشنا چاہے تو بخش دے جائز ہے۔

یاد رہے کہ خصم قیامت کے روز داموں کے عوض حسنات لے گا۔ ایک آدھ آنہ عوض

سات سو با جماعت کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ جس سے خوش ہوگا اُس کے دشمنوں کو اپنی رحمت سے راضی کرے گا اور دونوں کو جنت میں داخل کرے گا' جیسا کہ احادیث میں وارد ہے،

ہفتم

تکبیر تحریمہ ہے۔

چونکہ تکبیر تحریمہ کا اتصال ارکانِ نماز کے ساتھ ہے۔ شرائط مذکورہ نماز کی رعایت اس میں بھی فرض ہے۔ اگر بدوں کسی شرط مذکور کے تکبیر تحریمہ کہے تو نماز نا جائز ہے۔

ارکانِ نماز

اول

قیام اس طرح پر کہ اگر دونوں ہاتھ دراز کرے تو وہ گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔ نماز فرض میں قیام فرض ہے اور نوافل میں فرض نہیں۔ جس شخص کو قیام کرنے میں کوئی عذر ہو کہ اتنا کپڑا نہیں یا خون قرحہ (زخم) سے جاری ہو جاتا ہے یا بول جاری ہو جاتا ہے تو اس کو بیٹھنا فرض ہے۔ ایسا ہی اگر بیٹھنے میں عذر ہے تو لیٹ کر نماز پڑھے۔

فائدہ

اول چار قسم ہے۔ فرض اور واجب و سنت و مستحب۔ بقدر قرأۃ فرض' اور بقدر سورہ فاتحہ واجب' اور بقدر قرأۃ مسنون سنت اور بقدرِ مستحب مستحب، مگر بوقت اختتام قیام سارا فرض میں محسوب ہے۔ پس اگر سارا قرآن شریف ایک رکعت میں پڑھے تو سارا قیام فرض کا ثواب دے گا۔ اگر مسجد میں جانے سے قیام کی طاقت نہیں رہتی اور گھر میں طاقت قیام کی ہے تو گھر میں نماز پڑھ لے کیونکہ فرض کا ادا کرنا مقدم ہے اور جماعت واجب ہے۔

دوم

قرأت بقدر ایک آیت اور قرأت فاتحہ معہ سورہ یا تین آیت واجب ہے۔ اور تعین

پہلے دو رکعت کی بھی واجب ہے۔ اخرس وامی ومقتدی سے ساقط ہے۔

سوم

رکوع کو دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ اگر قریب بہ رکوع ہے تو رکوع ہوگا اور اگر قریب بالقیام ہے تو رکوع نہ ہوگا۔ امام صاحب سر جھکانے کو رکوع کہتے ہیں۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہاں تک ہے کہ سر کہنیوں کے برابر ہو جائے اُس کو رکوع کہتے ہیں۔

چہارم

سجدہ پنڈلی اور دونوں قدم کے ساتھ (ایک انگلی قدم کی زمین پر لگی ہوئی ہو تو کافی ہے)۔ تکرار سجدہ کا ایک امر تعبدی ہے۔ تعبدی اس کو کہتے ہیں جس کی دلیل فہم میں نہ آئے۔ امرِ معقول وہ کہ جس کی دلیل فہم میں آئے۔ آیت میں امر مطلق سجدہ کا ہے۔ دوبارہ سجدہ کرنا اکثر مشائخ نے تعبدی فرمایا اور بعض نے کہا کہ تکرار واسطے خاک آلودہ کرنے ناک شیطان کے ہے۔ اس نے سجدہ سے انکار کیا ہم نے دو بار کیا۔ تکرار ثابت بالسنّت ہے و باجماع امت۔ ورنہ امر بالسجود موجب تکرار کا نہیں ہے۔

پنجم: قعدہ اخیرہ

یہ ایسا فرض نہیں ہے کہ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہو کیونکہ بعض اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ ہاں اصل مشروعیت قعدہ اخیرہ کی ثابت بالاجماع ہے اور ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔

ششم: خروج بہ فعل مصلی

پس اگر مصلی بقدر تشہد بیٹھ کر کوئی فعل منافی نماز کے کرے تو اس کی نماز ہوگئی لیکن مکروہ تحریمہ ہے۔ یہ مسئلہ منصوص علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں۔ امام صاحب نے مسائل اثنا عشر مفسدات نماز میں جب بُطلان نماز کا حکم دیا اور صاحبین (امام ابو یوسف

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کو کہتے ہیں) نے صحت کا۔ اور نماز کے ارکان بعد تشہد کے تمام ہو گئے تھے، فقط خروج باقی رہا تھا۔ تو امام بردعی نے سمجھا کہ خروج بہ فعل مصلی فرض ہے، اور امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ فرض نہیں۔ بلکہ امام نے وہاں حکم بُطلان کا اس واسطے دیا ہے کہ عوارض سوائے کلام کے مغیرہ فرض کے جیسے اول نماز میں ہیں ویسے ہی اخیر میں ہیں بہ خلاف کلام کے کہ وہ قاطع نماز ہے قطعاً۔ اور سب محققین بھی کہتے ہیں کہ خروج بہ فعل مصلی فرض نہیں۔

نتیجہ اس اختلاف کا یہ ہوا کہ اگر مصلی بعد تشہد کے بے وضو ہو جائے اور وضو نہ کرے تو بہ فعل خود خارج از نماز ہو جائے تو امام بردعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز باطل ہے اور امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک صحیح ہوتی ہے۔

ہفتم

تمیز مابین سجدتین، کہ دوسرا سجدہ پہلے سے سر اٹھا کر کرے۔

ہشتم

ترتیب ارکانِ نماز یعنی تقدیمِ قیام بر رکوع ورکوع بر سجود وسجود بر قعدہ اخیرہ۔

نہم

اتمامِ نماز کامل۔

دہم

انتقال از فرض بہ سُوئے فرض۔

یازدہم

متابعت امام کی، فرائض میں مراد از متابعت یہ ہے کہ فرض میں اس کا شریک ہو یا اس کے بعد ادا کرے۔ مثلاً اگر رکوع قبل از امام خود کر کے کھڑا رہے اور شریک امام کے ساتھ رکوع میں نہ ہو تو نماز فاسد ہے۔

دوازدہم

صحت نماز امام کی اس کی زعم میں۔

سیزدہم

امام سے قبلہ کی طرف آگے نہ بڑھ جانا۔

چہاردہم

عدم مخالفت جہتِ قبلہ میں۔ جیسا کہ شب تاریک میں بہ تحری نماز با جماعت ہوتی جائے۔

پانزدہم

عدم محاذات (برابر نہ ہونا) مرد کے عورت کے ساتھ جماعت میں۔

شانزدہم

تعدیل ارکانِ نماز' نزدیک امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے۔ پس جملہ فرائض نماز کے تیئس ہیں۔ یاد رہے کہ جُملہ ارکانِ نماز میں احتیاط شرط ہے۔ اگر کوئی رکن یعنی رکوع یا سجود یا قعدہ اخیرہ بحالت نوم (سونا) ادا کیا تو وہ محسوب نہیں ہوگا بلکہ اس کا اعادہ کرلے۔ اگر اعادہ نہ کرے تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی۔

واجباتِ نماز:

واجب وہ ہے کہ جس کی ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اگر عمداً ترک کرے تو وجوباً اس کا اعادہ کریں۔ اور معذور جاہل کو معاف ہے۔ اگر اعادہ نہ کرے گا تو فاسق ہو گا۔ مکروہ تحریمہ صغیرہ گناہ ہے۔ عدالت اس سے ساقط نہیں ہوتی۔ جو نماز بہ کراہت تحریمہ ادا کی جائے اُس کا اعادہ واجب ہے۔ اختلاف علماء کا ہے کہ فرض اول نماز ہے یا ثانی۔ مختار یہی ہے کہ فرض نماز اول ہے۔ دوسری جابر ہے

اور قرأت سورۂ فاتحہ (امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام سورۂ فاتحہ واجب ہے، اگر ایک آیت کو ترک کرے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور عند الصاحبین اکثر سورۂ فاتحہ کا واجب ہے۔ اگر اکثر پڑھے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا)

(2) ہر ایک فرض واجب کو اپنے اپنے محل میں لانا

(3) ترک تکرار فرض و واجب

(4) سورۂ بقدر تین آیت کے سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملانی دونوں رکعت پہلے فرضوں میں اور جمیع رکعت نفل و وتر میں

(5) تعین دو رکعت اول فرض کے واسطے قرأت کے۔

(6) تقدیم فاتحہ بر سورت

(7) ترک تکرار فاتحہ کا قبل از سورہ

(8) رعایت ترتیب مابین قرأت و رکوع کے

(9) رعایت ترتیب کے درمیان ان چیزوں کے جو متکرر ہوتی ہیں ایک رکعت میں جیسا کہ سجدہ یا ساری نماز میں یا عدد رکعت کا جن میں تکرار نہیں۔ ان کی ترتیب فرض ہے

(10) تعدیل الارکان یعنی سکون اعضاء کا ہر ایک رکن میں بقدر تسبیح جیسا رکوع و سجود مکمل فرض کا جواب ہے اور مکمل واجب کا سنت۔ پس رکوع وجود سے سر اٹھانا اور تسکین بقدر تسبیح کے واجب نہیں سنت ہے۔ مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے۔

(11) قعدہ پہلا اگرچہ نوافل میں ہو۔

(12) فرض و سنت ظہر و جمعہ میں ترک زیادتی بر تشہد۔

(13) دونوں تشہد پس اگر بعض تشہد کا ترک کرے تو سجدہ سہو لازم ہے

(14) لفظ سلام دو بار۔ پس دونوں سلام واجب ہیں۔ لفظ السلام کا بولا تو نماز ختم

ہو چکی اب کوئی اقتداء کرے تو نا جائز ہے۔

(15) قرأت دعا قنوت وتر کی

(16) تکبیر دعا قنوت کے واسطے

(17) چھ تکبیرات عیدین کی۔ بلکہ ہر ایک تکبیر تکبیرات عیدین سے واجب ہے، جس کی ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

(18) تکبیر رکوع ثانی عیدین کی

(19) تکبیر اولیٰ عیدین کی

(20) جہر و اسرار امام کا جہاں جہر و اسرار کرنا واجب ہے

(21) لانا ہر فرض و واجب کا اپنے اپنے فعل میں

(22) ترک کرنا ہر زیادتی کا جو متخلل درمیان دو فرض کے ہو

(23) چُپ رہنا مقتدی کا، پس اگر مقتدی امام کے پیچھے پڑھے تو مکروہ تحریمہ ہے

(24) متابعت امام کی فرائض و واجبات میں اور متابعت سنن میں سنت ہے۔

تتمہ

جب کہ سورہ فاتحہ میں ہر ایک آیت کا پڑھنا واجب ہوا تو چھ واجب اور زیادہ ہوئے۔ اور تکبیرات عیدین چھ ہیں تو پانچ اور ایزاد ہوئیں۔ جملہ گیارہ واجب ہوئے۔ تعدیلِ ارکان واجب ہے تو رکوع و سجود اور رفع سر از رکوع و سجود ہر ایک واجب ہے۔ تین یہاں زیادہ نہ ہوئے۔ ترک تکرار فاتحہ قبل از سورہ اولین اور رعایت ترتیب درمیان قرأت و رکوع کی و ما تکرر فی جمیع الصلوٰۃ و تکبیر رکوع بعد از دعا قنوت۔ پس جملہ واجبات بائیس ہیں۔

سنن نماز:

ترکِ سنت سے فساد نماز کا اور سجدہ سہو لازم نہیں آتا بلکہ بے ادبی ہوتی ہے، اور

عتاب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہے۔نماز میں تیس سنت ہیں۔

(1) رفع یدین واسطے تکبیر تحریمہ کے

(2) انگلیوں کو پھیلانا رفع کے وقت یعنی اپنی حالت پر چھوڑ دینا

(3) تکبیر کے وقت سر کو نہ جھکانا اور جہر کرنا امام کا ایسا ہی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حِمِدَہٗ ولفظ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کو جہر سے کہنا۔منفرد و مقتدی اپنے نفس کو سنائیں، زیادہ جہر نہ کریں

(4) سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھنا

(5) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھنا

(6) بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا

(7) آمین کہنی

(8) یہ چاروں آہستہ پڑھنا

(9) دونوں ہاتھ ناف سے نیچے باندھنے مردوں کو، عورت سینہ پر باندھے "جامع الاصول" میں ہے کہ بزار نے اپنی مسند میں بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُھَا تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی سنت ہے رکھنا دونوں ہاتھ کا ناف سے نیچے

(10) تکبیر رکوع کرنے کی

(11) تکبیر سر اٹھانے کی

(12) رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھنا

(13) دونوں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا

(14) رکوع میں مردوں کا انگلیاں کشادہ رکھنا

(15) رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا اور سجدہ میں ملانا سنت ہے۔

(16) تکبیر سجدہ میں جانے کی

(17) تکبیر سجدہ سے سر اٹھانے کی

(18) سر اٹھانا سجدہ سے اس قدر کہ سیدھا ہو جائے۔

(19) سجدہ میں تین بار تسبیح پڑھنی

(20) دونوں ہاتھ اور گھٹنے زمین پر لگانے سجدہ میں

(21) بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھنا

(22) جلسہ درمیان دونوں سجدوں کے اور دونوں ہاتھ جلسہ میں دونوں زانوں پر رکھنے

(23) درود شریف پڑھنا قعدہ آخری میں۔ اور وہ دعا پڑھنی جو آدمیوں سے ایسی محال نہ ہو

(24) سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا امام کو

(25) رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا مقتدی کو

(26) سلام میں چہرہ دائیں و بائیں پھیرنا

(27) نیت کرنا امام کا سلام میں مقتدیوں اور فرشتوں اور جنات صالحین کا

(28) آہستہ کہنا دوسرے سلام کا پہلے سے

(29) امام کے سلام کے ساتھ مقتدیوں کو سلام کہنا

(30) انتظار کرنا سلام امام تک مقتدیوں کو۔

مستحبات نماز:

ادب و مستحب وہ ہے کہ جس کے ترک سے بے ادبی اور عتاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ہو لیکن کرنا اس کا افضل ہو۔

(1) بحالتِ قیام سجدہ گاہ میں نگاہ رکھنی مستحب ہے۔

(2) اور بحالتِ رکوع میں پشت پاؤں پر نگاہ رکھنی مستحب ہے۔

(3) ناک تھوتھنی کی طرف نگاہ رکھنی سجدہ میں۔

(4) اپنی گود میں نگاہ رکھنی قعدہ میں۔

(5) اپنے دائیں اور بائیں کندھے کی طرف نگاہ رکھنی اول اور دوم سلام کے وقت

(6) جمائی کے وقت منہ بند رکھنا' اگر چہ ساتھ پکڑنے لب زیرین کے ہو' اگر بند نہ ہو سکے تو بائیں ہاتھ کی پشت سے لب کو ڈھانپے یا آستین سے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ بحالت قیام دائیں ہاتھ کی پشت سے اور دوسرے حالات میں بائیں ہاتھ کی پشت سے (جب تک منہ بند کر سکتا ہے تو ہاتھ سے یا سر آستین سے منہ کو ڈھانپنا مکروہ ہے)

فائدہ

جب کسی کو جمائی آنے لگی تو اگر دل میں خیال کرے کہ کسی نبی کو جمائی نہیں آئی تو وہ جمائی دور ہو جاتی ہے۔

(7) نکالنا دونوں ہتھیلیوں کا سر آستین سے وقت تکبیر تحریمہ کے' واسطے مرد کے' اگر ضرورت ہو' جیسے سردی غالب ہو' تو نہ نکالے

(8) رفع کرنا کھانسی جہاں تک ہو سکے

(9) مکبر کہے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح تو فوراً کھڑا ہو جانا' جب امام محراب کے قریب ہو۔ اگر دور ہو تو اُس وقت فوراً کھڑا ہو جب صفوں کے پاس آئے۔ اور اگر آگے سے آئے تو اس پر نگاہ پڑتے ہی لوگ کھڑے ہو جائیں۔

(10) جب مکبر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے تو امام نماز شروع کر دے' مگر تحقیق یہ بھی ہے کہ تکبیر تمام ہونے کے وقت شروع کرے۔

فائدہ:

نماز کے فرائض وواجبات کا علم نہ ہو تو بھی نماز ہو جاتی ہے' لیکن یہ بات اُمی و جاہل کے واسطے ہے جو ہنوز اسلام جدید لایا ہو' ورنہ تارک فرض کا ہو گا۔

مفسدات نماز:

کلام کرنی' یک حرفی ہو یا دو حرفی یا زیادہ' دانستہ ہو یا نادانستہ۔

سلام بارادہ خُروج از نماز سہواً کہے اور فوراً خیال آجائے کہ نماز باقی ہے اور کھڑا ہو

جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مگر آدمی کو سلام کہنا سہواً ہو یا کیسا یا کھڑے ہو جائے' نماز سے خارج ہونے کا سلام کہنا مفسدِ نماز ہے۔

وہ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے خطا ونسیان معاف کئے گئے ہیں' مراد اس سے یہ ہے کہ گناہ ان کا معاف ہے'

اور وہ جو حدیث حضرت ذوالیدین میں آیا ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور حضرت ذوالیدین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بھول گئے ہو یا نماز دوگانہ ہوگئی ہے؟ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ سب نے عرض کیا کہ ہاں سچ کہتا ہے۔ تب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز باقی ادا کی۔ سجدہ سہو ادا فرمایا۔ (متفق علیہ' مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ' باب السھو' پہلی فصل)

یہ حدیث مسلم کے ساتھ منسوخ ہوگئی ہے کہ حضرت معاویہ بن سلمی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ہمارے آدمیوں کی کلام سے کچھ ہی صلاحیت نہیں ہے۔

پس کلام کیسی ہو عمداً یا سہواً' مفسد نماز کا ہے۔ غرض یہ ہے کہ سلام تحیت کا بہر حال مفسد نماز کا ہے اور سلام تحلیل کا عمداً مفسد ہے نہ سہواً۔ جواب سلام کا بھی مفسد نماز کا ہے۔

آدمیوں کی کلام جیسے دعا کرنی' اف تف کرنی' رونا بہ آواز درد یا مصیبت کے' اگر ذکر دوزخ یا بہشت سے یا امام کی قرأت سے روئے تو مفسد نماز نہیں۔

چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کے ساتھ جواب دینا۔ اگر آپ چھینک مارے اور آپ نفس کو یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے تو مفسد نہیں۔

مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنا۔

جو جواب دوسرے کی بات کا ہو' مفسد ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کا نام سنے اور جَلَّ جَلَالُہٗ کہے' یا حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنے اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہے' یا قرأت امام کی سن کر صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کہے تو ان صورتوں

میں نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر قصد جواب کا ہو۔ اور اگر شیطان کا نام سنے اور لعنت کرے تو مفسد نماز ہے۔

کسی کا حکم ماننا نماز میں بھی فاسد نماز ہے جیسا کہ کوئی کہے آگے بڑھ جا' تو آگے بڑھ گیا۔ یا صف میں کھڑا تھا تیسرا آدمی آ کر اس میں دھنس گیا اور اس کے داخل ہونے سے پہلا ہٹ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر تامل کر جائے اور اپنی رائے سے ہٹے تو درست ہے۔

غیر امام اپنے کو فتح کرنا مفسد نماز ہے' اپنے امام کو فتح کرنا بہر حال درست ہے خواہ بقدر فرض قرأت پڑھ چکا ہو یا نہ۔

اگر اس کی زبان میں نـعـلیم آرے جاری ہو جائے' اگر معتاد اس کا ہے تو فاسد ہے' اگر بطور قرآن کے کہے تو فاسد نہیں۔

کھانا پینا مطلقاً مفسد نماز کا ہے۔

اگر دانتوں میں کچھ اٹکا ہوا ہو اور چنے سے کم ہو اور نکل جائے تو مفسد نہیں' اگر چبائے تو مفسد ہے۔

جیسے شکر منہ میں گھل جائے اور پی جائے تو مفسد ہے۔

ایک نماز سے دوسری نماز کی طرف تکبیر کہہ کر انتقال کرنا مفسد ہے۔ اگر نماز ظہر کی ایک رکعت پڑھ کر دوسری رکعت میں نیت ظہر کی دل میں کرے اور زبان سے نہ بولے تو پہلی رکعت فاسد ہوئی دوسری شروع۔

قرأت مصحف دیکھ کر پڑھے تو مفسد ہے۔ اگر حافظ قرآن ہو اور بلا حمل قرآن اور بلا عمل کثیر مصحف کو دیکھ کر پڑھے تو مکروہ ہے مگر بقدر آیت پڑھے تو بھی مفسد ہے۔

جو عمل کثیر ہو اور جنس نماز سے نہ ہو وہ بھی مفسد ہے۔

رکوع و سجود مکرر کرنا جنس نماز سے ہے اور بے وضو ہو جائے تو واسطے وضو کے جانا و چلنا مفسد نہیں۔ عملِ کثیر وہ ہے کہ دوسرا دیکھنے والا جانے کہ یہ شخص نماز میں نہیں۔

رفع یدین کرنا وقت رکوع کرنے اور سر اٹھانے کے بروایت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مفسد نماز ہے اور بروایتِ دیگر مکروہ۔

ناپاک جگہ اور ناپاک چٹائی اور ناپاک کپڑے پر نماز پڑھنا۔

اگر چہ اعادہ پاک پر ہو مفسد ہے۔

کشف عورت یعنی ننگا ہو جانا۔ ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک۔

نجاست کا لگنا۔

مرد کا عورتوں کی صف میں پڑ جانا۔

امام سے آگے ہو جانے۔

نماز پڑھنی دوہرے سلے ہوئے مصلے پر جس کا استر پلید ہو۔ اگر ملا ہوا نہ ہو اور دوہرا ہو اور استر پلید ہو تو جائز ہے۔

قبلہ کی طرف سے سینہ پھیرنا۔ بلا عذر اگر خیال فساد وضو کا ہو جائے اور قبلہ رُخ پھیر کر وضو کے واسطے چلے، پھر یقین ہو جائے کہ وضو ہے، جب تک مسجد سے نہیں نکلا نماز فاسد نہیں ہوتی۔

اور اگر صحرا میں ہو اور جب تک صفوف سے خارج نہیں ہوا نماز فاسد نہیں۔

جب مسجد یا صفوف سے نکل جائے تو مفسد ہے۔

اگر قبلہ کی طرف چلا، مگر بقدر صف کے چل کر کھڑا ہو گیا۔ ٹھہر کر پھر بقدر صف چلا تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ تحقیق یہ ہے کہ اگر عذر سے چلے تو فاسد نہیں ہوتی اگر بلا عذر چلے تو فاسد ہے۔ اس میں بھی وہ خیال مسجد اور صفوف کا ضرور ہے۔ اگر اسی طرح چلتا چلتا مسجد یا صفوف سے خارج ہو جائے تو نماز فاسد ہے۔

مس و تقبیل یعنی عورت کو کوئی ہاتھ لگائے یا بوسہ لے یا لڑکا اس کے پستان کو تین بار چوسے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، یعنی مس و تقبیل شرعاً کلی جماع ہے اور جماع سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر چہ انزال نہ ہو۔

اگر پتھر جیب کا کسی جانور یا پرندہ کو ایک دفعہ مارے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، اور اگر آدمی کو مارے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ آدمی کا مارنا منازعیت یا تادیب ہے یا ملا عبت، اور یہ عمل کثیر ہے۔ اور اگر پتھر اٹھا کر کسی پرندہ کو مارے تو بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے کہ یہ بھی عمل کثیر ہے۔

مرتد ہو جانا دل میں مفسد نماز ہے۔

موت اور جنون اور اغماء (بے ہوشی)

اور ہر ایک موجب وضو کا اور غسل کا۔ ترک رُکن کی بلا قضاء اور ترک شرط کی بلا عذر، اور سابقت مقتدی کی امام سے کسی رُکن میں کہ امام اس کے ساتھ شامل نہ ہو، جیسا کہ رکوع امام سے پہلے کر کے سر اٹھالیا، پھر امام کے ساتھ شریک رکوع میں نہ ہوا تو مفسد ہے۔ جتنی رکعت میں ایسا کرے گا اتنی رکعت کو بعد سلام امام کے قضا کر لے تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نماز فاسد ہے۔

اور متابعت کرنی مسبوق کو سجدہ سہو میں بعد انفراد کے مفسد ہے۔

سوتے ہوئے رکن ادا کرنا پھر اس کا اعادہ نہ کرنا مفسد نماز ہے۔

اور قہقہہ امام کا بعد جلوس اخیر کے مفسد نماز مسبوق کا ہے۔

مد کھینچنی اللہ اکبر میں کسی ہمزہ کا دونوں ہمزہ سے۔

قرأت قرآن شریف ایسے لحن سے کہ جس سے معنی متغیر ہو جائیں مفسد ہے، ورنہ نہیں۔

الف: واؤ یا ساکن و حرکت ما قبل کے موافق ہو یعنی حروب مد ولین کی درازی فاحش کر لے تو مفسد ہے ورنہ خوش الحانی مستحب ہے۔

ازجملہ مفسدات زلۃ القاری:

قاعدہ کلیہ اس میں یہ ہے کہ اگر ایک حرف بجائے دوسرے حرف کے پڑھا جائے اور معنی متغیر ہو جائیں۔ پس دیکھا جائے اگر تمیز حُروف کی بلا مشقت ممکن ہے تو فاسد ہے،

اور اگر تمیز میں سخت مشقت ہے تو جائز ہے۔ اور اگر زیادتی یا نقصان کا کلمہ ہو اور معنی متغیر ہو جائیں تو فاسد ورنہ جائز۔ اور اگر نقصان حرف کا ہو اور معنی متغیر ہو جائیں تو فاسد ورنہ نہیں، اور ترک تشدید سے فاسد نہیں ہوتی، اور اگر تبدیل یا تقدیم وتاخیر کلمہ کی ہو جائے اور معنی بھی متغیر ہو جائیں تو نماز فاسد ہے۔ مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر کلمہ زائد جنس قرآن شریف کا ہے تو فاسد نہیں، اگر خارج قرآن شریف کا ہو تو فاسد ہے۔

قاعدہ کلیہ علماء متقدمین فقہاء کا یہ ہے کہ اگر تغیر کلام سے تغیر معنی کا اس طرح پر ہو جاتا ہے کہ اعتقاد معنی کا کفر ہے تو مطلقاً فاسد ہے، اور اگر تغیر ایسا نہیں، پس اگر مثل اس کی قرآن شریف میں نہیں اور معنی بعید ہیں اور تغیر فاحش ہے تو بھی فاسد ہے، اور ایسا ہی اگر مثل اس کی نہیں اور معنی کچھ نہیں تو بھی فاسد ہے، اور ایسا اگر مثل اس کی قرآن شریف میں ہو اور معنی بعید ہوں اور تغیر فاحش نہیں تو نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فاسد ہے اور یہی احوط (زیادہ احتیاط) ہے، اور بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے بباعث ہے عموم (عام گرفتاری) بلوے کے اس کو مفسد نہیں کیا، یہی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ پس معتبر درباب عدم فساد وقت عدم تغیر معنی کے تغیر کثیر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وجود کا مثل ہے قرآن میں اور نزدیک حضرت امام اعظم و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے موافقت در معنی ہے کیونکہ قواعد متقدمین کے ہے اور نزدیک متاخرین کے خطا، اور اعراب مطلقاً فاسد نہیں کہ عموم ہوتی ہے۔ قاضی خاں نے کہا کہ مذہب متقدمین کا احوط ہے اور مذہب متاخرین کا اوسع (زیادہ کشادہ) مگر قواعد متاخرین کے منضبط نہیں۔ پس اولی (بہتر، اول) عمل بقول متقدمین ہے کہ قواعد ان کے مضبوط ہیں اور قول ان کا احوط (شامی)

فائدہ:

اس زمانہ میں جو چرچا ضالین وظالین کا ہو رہا ہے، لامذہبوں کی خرابی ہے کہ خوامخواہ دین میں رخنہ ڈالتے ہیں۔ ورنہ تصحیح مخارجِ حروف ہر نمازی پر فرض ہے، خصوصاً امام پر

سب سے مقدم فرض ہے جو شخص ایسی غلطی عمداً کرے اس کی نماز بالکل فاسد ہے۔
متقدمین ومتاخرین فقہاء کا اختلاف صرف عموم بلوے پر مبنی ہے جب اسلام والے نے
مخارج حروف قرآن پر خیال نہ کیا اور تغیر وتبدل حروف سے اجتناب (پرہیز) نہ کیا جو
تھوڑے عرصہ میں ہوجاتا ہے اور غلطی پر جمنا اور دوسروں کو جمانا جس سے بڑا رکن اسلام
کا منہدم ہوتا ہے اور نماز آدمی کی کالعدم ہوجاتی ہے' اور آدمی کی محنت عبادت کی رائیگاں
جاتی ہے بلکہ کہے کہ ظالین کے ساتھ نماز درست ہے' اور ہمیشہ ایسا ہی پڑھے اور سکھائے'
ایسے شخص کو اسلام سے کچھ حصہ نہیں۔ یہ رہنمائے دین نہیں بلکہ رہزن (ڈاکو) دین ہے
اور یہ خاصا لامذہبوں کا ہے' اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ جَمِیْعًا اور تکرار کلمہ سے اگر معنی متغیر ہو
جائیں تو بھی نماز فاسد ہوجاتی ہے' جیسا کہ مَالِکِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ نظر کرنی
مکتوب کی طرف اور بجھنا مکروہ ہے مفسد نہیں اور مصلی (نماز) کے آگے سے صحرا میں یا
مسجد کبیر میں موضع سجدہ سے یا مسجد صغیر میں مطلق گزرنا مفسد نماز نہیں مگر گزرنے والا
گنہگار ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر گزرنے والا چالیس برس کھڑا رہتا تو
بہتر تھا۔ (متفق علیہ' مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ' باب السترۃ' پہلی فصل) اس کے گزرنے سے مصلی
کے سامنے سے (صحرا اور مسجد کبیر میں) شرط ہے کہ موضع سجود میں گزرنے سے گناہ ہوتا
ہے اور دور سے گزرنے میں گناہ نہیں اور اگر روبرو نمازی کے سترہ یا پردہ ہو تو گناہ نہیں۔

سترہ:

صحرا میں نمازی تین گز کے فاصلہ کے اندر اندر ایک لکڑی گز شرعی طول کی اُنگل بھر
موٹی اپنے سامنے گاڑ دیں کہ حدیث شریف میں اس کی تاکید آئی ہے۔ اگر تین گز شرعی
کے فاصلہ سے دور سترہ کھڑا کرے تو گویا اس نے سترہ نہیں کیا۔ سترہ امام کا وہی سترہ
مقتدی کا ہے۔ یاد رہے کہ سترہ دائیں یا بائیں ابرو کی محاذی کھڑا کرے اور خط کھینچنا اور
رکھنا لکڑی کا کچھ نہیں۔ ہاں اگر گاڑنے کی چیز پاس نہ ہو تو لکیر کھینچے مگر معتبر نہیں۔

مکروہاتِ نماز:

مکروہ دو قسم ہیں۔تحریمی و تنزیہی۔ترک واجب کی مکروہ تحریمی ہے۔ترک سنت یا مستحب کی مکروہ تنزیہی ہے۔جس طرح مراتب استحباب و سنت کی متفاوت (جدا جدا) ہیں ویسے ہی مراتب مکروہ کی متفاوت ہیں۔

(1) اول کپڑا اخلاف معتاد پہننا جیسا کپڑا سر پر یا کندھوں پر ڈال دینا اور اطراف اس کو چھوڑ دینے' دونوں طرف نہ ملانے۔پاجامہ نہ ہو تو اس میں کشف عورت ہے اور اگر پاجامہ ہو تو تشبیہہ باہلِ کتاب ہوتا ہے۔اور کرتہ اور انگرکھا یا چوغہ کی آستین نکال دینی۔

(2) سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑا اسمیٹنا بخوف آلودگی مٹی کے

3) کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیلنا

(4) جن کپڑوں میں گھر کا کام کرتا ہے اور امرا کے پاس انہیں نہیں لے جاتا ان میں نماز مکروہ ہے۔

منہ میں درہم رکھنا جو قرأت مسنونہ سے منع کرے۔

سر برہنہ سستی سے' اگر تذلل (عاجزی) کے واسطے ہو تو مکروہ نہیں۔اگر اہانت ہو تو کفر ہے۔اگر عمامہ یا ٹوپی سر سے گھر پڑے تو بدوں عمل کثیر کے اس کو سر پر رکھنا افضل ہے۔

نماز ساتھ مدافعت بول یا براز یا ریح کے۔

بال سر کے جوڑا باندھ کر پڑھنی مکروہ ہے۔اگر نماز میں جوڑا باندھے تو مفسد ہے۔ سنگریزے ہٹانے۔اگر بغیر ہٹانے کے سجدہ تمام ناممکن ہے تو ہٹانے سے مکروہ نہیں۔

انگلیوں کے تشبیک (انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالنا) یا کٹکار نکالنے نماز یا نماز سے پہلے نماز کو جاتے ہوئے سوائے ان مقامات کے مکروہ نہیں۔

خاصرہ پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور خارج از نماز ہاتھ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

راست وچپ آنکھ یا چہرہ سے التفات کرنی' اگر سینہ پھر جائے تو نماز فاسد ہے۔

اقعاء یعنی کتے کی طرح بیٹھنا مرد کو سجدے میں دونوں ہاتھ زمین پر بچھا کر

آدمی کے چہرے کی طرف نماز پڑھنی

سلام کا جواب دینا ہاتھ یا سر کے ساتھ۔

تربع یعنی چوکڑی مار کر بیٹھنا۔

بلا عذر جمائی لینا۔

آنکھیں بند کرنا' اگر کمال خشوع کے واسطے کرے تو مکروہ نہیں۔

امام محراب میں اس طرح کھڑا ہو کہ قدم اس کے باہر نہ رہیں۔ اگر باہر رہیں تو مکروہ نہیں۔

امام کا تنہا بلند جگہ کھڑا ہونا اس طرح پر کہ مقتدیوں سے جدا معلوم ہو' خواہ گز بھر یا کم۔ عکس اس کے یعنی مقتدی بلندی پر ہوں اور امام نیچے۔ اگر معذور ہوں جیسا جمعہ یا عید کے موقع پر تو مکروہ نہیں۔ اگر بعض لوگ امام کے ساتھ ہوں تو بھی مکروہ نہیں۔ تعلیم و تبلیغ بھی عذر ہے۔

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا' جب صف میں کوئی جگہ خالی ہو' اگر خالی نہ ہو تو دوسرے کو کھینچ لیں' مگر چونکہ اکثر عوام اس مسئلہ سے ناواقف ہیں اور ایسے موقع پر نماز توڑ دیتے ہیں لہٰذا علماء نے فتویٰ دیا کہ مکروہ نہیں مگر اس وقت مکروہ ہے کہ پہلی صف میں جگہ خالی ہو۔

کپڑا تصویر روح والی کا پہننا' نمازی کے سامنے یا اوپر یا دائیں یا بائیں تصویر ہونی' پیچھے کی تصویر میں اختلاف ہے' ظاہر یہی ہے کہ مکروہ ہے مگر تصویر پامال پاؤں میں مکروہ نہیں۔ ایسا ہی جیب وغیرہ میں پوشیدہ یا انگشتری میں ہو جو اچھی ظاہر نہیں ہوتی۔ سر کٹی یا چہرہ مٹی تصویر مکروہ نہیں ہوتی' اور تصویر غیر ذی روح مکروہ نہیں کرتی۔

اب مسئلہ دراہم ودنانیر منقوشہ کا جن پر تصاویر ہوتی ہیں اس گھر میں فرشتے رحمت

کے داخل ہوتے ہیں یا نہیں؟

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جن تصاویر سے نماز مکروہ ہوتی ہے وہ مانع دخول ملائکہ ہیں۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سب مانع ہیں۔

آیات اور تسبیح نماز میں ہاتھ کے ساتھ شمار کرنا مکروہ ہے اور خارج از نماز مکروہ نہیں۔

مسائل تسبیح:

تسبیح دانہ دار رکھنی مکروہ نہیں۔ اگر ریاکاری سے ہو تو مکروہ ہے۔ اس تسبیح کے مسئلہ کی سند حدیث ہے۔ ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی عورت کے پاس گئے اور دیکھا کہ اس کے سامنے گٹھلیاں یا سنگریزے تھے، وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھ کو افضل اس سے بتاتا ہوں۔ اور یہ فرمایا: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَآءِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَابَيْنَ ذٰلِکَ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَاهُوَ وَّاللهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللهِ مِثْلَ ذٰلِکَ.

پس حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع نہ فرمایا بلکہ آسان اور افضل طریقہ ارشاد فرمایا۔

اگر مکروہ ہوتی تو بیان نہ فرماتے۔ سانپ و بچھو کا مارنا مکروہ نہیں، خوفِ ایذا ہو یا نہ ہو۔

مگر عمل کثیر میں اختلاف علماء کا ہے۔ حلبی نے مفسدِ نماز کہا ہے۔ حلبی اس مسئلہ میں ابن ہمام کا تابع ہے۔

انسان اگر باتیں کر رہا ہو تو اس کی پشت کی طرف نماز مکروہ نہیں۔ ایسا ہی قرآن شریف یا تلوار یا شمع یا چراغ یا آگ سامنے جلتی ہو تو مکروہ نہیں۔

سرتاپا ایک ہی چادر اوڑھنی اور کپڑا کمر میں نہ ہو اور دونوں ہاتھ اندر ہی ہوں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمایا: یہ یہود کی چال ہے۔

عمامہ کو سر پر اس طرح باندھنا کہ چوٹی برہنہ رہے

منہ اور ناک ڈھانپنا۔

آپ بنی زور سے نکالنا' بغیر عذر کے مکروہ ہے۔

ترکِ سنت و ترکِ مستحب مکروہ ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ترکِ سنت موکدہ مکروہ تحریمہ ہے' اور ترکِ مستحب و سنت زائد تنزیہی ہے۔

لڑکے کو اٹھا کر نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امامہ بنت زینت رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھتے تھے وہ ضرورتاً تھا کہ جب کوئی حافظ بچے کا نہ ہو اور خوف نقصان ہلاک موذی کا ہو تو اٹھانا عذر سے ہے اور وہ مفسد نماز نہیں' صرف جواز کے واسطے تھا۔

نماز بحضور ایسی چیز کے جو دل کو اس طرف مشغول رکھے خشوع میں خلل آئے مکروہ ہے۔

جوڑا پیچھے رکھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہے کیونکہ دل ادھر متوجہ رہتا ہے۔

دوڑنا واسطے شمول جماعت کے یا ادائے نماز کے مکروہ نہیں۔

رفع یدین وقت رکوع کے اور سر اٹھانے کے رکوع سے۔

اہتمام کرنا قرأت کا رکوع میں۔ قرأت بغیر حالت قیام کے نماز میں پڑھنی اس طرح کہ اگر نماز خاشعین (خشوع کرنے والوں کی نماز۔ اگر خشوع کی زیادہ تشریح منظور ہو تو پارہ 18 کے اول رکوع هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ پ۱۸ سورہ المومنون آیت ۲) کی تفسیر ملاحظہ کرو) پڑھے تو اس پر نگاہ پڑے مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں۔

مباح نماز:

سانپ کے قتل کرنے کے واسطے قطع کرنا نماز کا مباح ہے۔ یا جانور بھاگ جائے یا

ہنڈیا اُبھر آئے یا کوئی چیز قیمتی درہم (چوانی) کے ضائع ہونے لگے۔

اور مستحب ہے قطع کرنا نماز کا وقت مدافعت بول و براز کے بغرض خروج مصلی کے خلافیات مسائل سے جب خوف فوتِ وقت کا نہ ہو اور واسطے دور کرنے نجاست غیر مائع (جو بہنے والی نہ ہو) نماز کے واجب ہے۔

قطع کرنا نماز کا واسطے اعانت مظلوم کے یا وقت خوف وقوع نابینا کے کسی مہلکہ میں جیسا چاہ وغیرہ یا واسطے تفریق کے۔

اگر ماں باپ جانتے ہیں کہ یہ نماز میں ہے پھر پکاریں تو بدوں ندا استغاثہ کے نہ توڑے۔ اگر یہ علم ان کو نہیں تو توڑ دے۔

فریاد کرنا۔

مکروہات خارج از نماز:

پاخانہ یا بول کرتے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنا، پشت کرنی مکروہ ہے۔ ایسا ہی بچے کو قبلہ کی طرف رُخ یا پشت کرنا جاگتے سوتے قبلہ کی طرف۔

کتب دینی کی طرف پاؤں پھیلانے مکروہ ہیں۔

بول و براز کے وقت آفتاب، مہتاب کی طرف رخ کرنا حرام ہے۔

لڑکے کو ریشم اور زیور پہننا۔

دروازہ مسجد کا بند کرنا بغیر خود نقصان کے مکروہ ہے۔

مسجد کو بلا عذر راستہ بنانا، نجس بدن کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا۔ نجاست مسجد میں داخل کرنی۔ نجس روغن جلانا۔ اور گارا پلید مسجد میں یا دیوار مسجد کو لگانا۔ اور فصد (خون) وغیرہ کرنی مسجد میں برتن رکھ کر سب حرام ہے۔

لڑکوں اور دیوانوں کو مسجد میں داخل کرنا حرام ہے۔ اگر غلبہ خیال پلیدی کا ہے ورنہ مکروہ۔

مسجد میں آنے والا اپنے موزے اور جوتی کو صاف کرے کہ پلیدی نہ ہو۔ اس سے

واضح ہوا کہ جوتے یا موزے ناپاک مسجد میں لے جانے ناجائز ہیں کیونکہ مسجد تا آسمان مسجد ہے۔ جس چیز کا زمین مسجد میں رکھنا ناجائز ہے اُس کا ہموار مسجد میں بھی لگانا ناجائز ہے۔

افضل المساجد مکہ معظمہ ہے' بعدہٗ مسجد مدینہ منورہ' بعدہٗ بیت المقدس' بعدہ مسجد قبا۔ بعدہ پرانی۔ بعدہ بڑی۔ بعدہ اقرب (زیادہ قریب) ہے مسجد اپنے استاد کی۔

سوال کرنا مسجد میں حرام ہے۔

درخت لگانے مسجد میں بدوں نفع کے۔

کھانا پینا مسجد میں سوائے معتکف یا مسافر اجنبی کے مکروہ ہے۔ اگر ارادہ کھانے کا ہو تو نیت اعتکاف کی کر کے کچھ ذکر الٰہی کرتا رہے جس قدر کا اعتکاف کیا ہے۔

پیاز و لہسن کھا کے مسجد میں نہ آئے۔ اور اگر کوئی آدمی ایسا ہو تو اس کو منع کیا جائے۔ ایسا ہی گندہ دہن اور گندہ بغل و زخمی جس کے زخم سے بدبو آتی ہو اور قصاب اور مچھلی والا اور جذامی اور جو زبان سے ایذا دیتا ہو۔ امام عینی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ثوم و بصل (لہسن و پیاز) کے ساتھ ہر ایک ایذا دینے والے فرشتوں اور آدمیوں کی ملحق فرما کر ان سب مذکورین کو شمار کیا ہے کہ ان کا مسجد میں آنا مکروہ ہے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ اہل محلہ غیر محلہ والوں کو مسجد میں آنے سے روک سکتے ہیں۔

اندھے کی امامت مکروہ ہے:

ساری کتابوں میں پانچ شخصوں کی امامت مکروہ لکھی ہے۔ غلام، اندھا' ولد الزنا، فاسق' دہقان۔ یہ مسئلہ تو سب امتوں میں ہے اور باقی دست بریدہ اور لنگڑا وغیرہ بھی شامی میں لکھے ہیں۔

اندھے کی امامت اس واسطے مکروہ ہے کہ وہ قبلہ کی سیدھ کو نہیں پہچانتا' اور پلیدی سے بچ نہیں سکتا' اور غسل اور وضو کماحقہٗ پورا نہیں کر سکتا۔ کوئی نہ کوئی بال خشک رہ جاتا

ہے۔ کپڑوں پر کوئی چھینٹا پڑ جائے تو دیکھ نہیں سکتا۔ جیسا کہ ہدایہ میں مرقوم ہے۔

یہ تو عام اندھے کا حکم ہے' اگر عالم و فاضل ہو اور مسائل قرأت میں کمال رکھتا ہو' غرض یہ کہ سب سے افضل ہو تو اس وقت مکروہ نہیں' جیسا کہ اس شہر لاہور میں حافظ ولی اللہ تھے' اور پشاور میں حافظ واعظ صاحب۔ یہ مسئلہ کنز' ہدایہ' مراقی الفلاح' عالمگیریہ میں لکھا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں اتنا لکھا ہے کہ اَلاَ اِنَّهَا تَكْرَهُ هٰكَذَا فِي الْمَتُوْنِ (اسی طرح متون میں ہے) اس نے فیصلہ کر دیا ہے کہ امامت نابینا مکروہ ہے۔ ترک کراہت کی کوئی صورت نہیں لکھی اور یہ کتاب سب سے زیادہ معتبر ہے۔

لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ابوداؤد میں باب امامت الاعمیٰ میں لکھا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف میں خلیفہ بنایا کہ لوگوں کی امامت کریں۔ اس سے گمان ہوتا ہے کہ امامت اس کی مکروہ نہیں صحیح بات ہے۔

یہ گمان غلط ہے کیونکہ ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ اس اعلیٰ درجہ کے تھے جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے سورۂ عَبَسَ وَتَوَلّٰی میں فرمائی ہے لَعَلَّهُ يَزَّكّٰى (پ ۳۰ سورۂ عبس آیت ۳) ان کی تعریف میں فرمایا۔ یعنی یقین ہے کہ وہ پاک ہو جائے گا۔

حاشیہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ موجود تھے اور مدینہ شریف میں حفاظتِ اہلِ وعیال مدینہ کے مشغول تھے۔ مدینہ شریف میں مرد کوئی نہ رہا تھا' منافق و یہود رہ گئے تھے' تین سو ساٹھ گھر منافقین کے تھے اور اندیشہ ان کی غارت کا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رات دن گشت میں رہتے تھے اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ضعیفوں، لڑکوں اور عورتوں کو نماز پڑھا دیتے تھے۔ اس کے بعد کوئی نابینا کسی مسجد کلاں کا امام نہیں کیا گیا۔ اب عوام اندھوں کو ان پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

اب دوسری حدیثوں کو دیکھتے ہیں۔ ابوداؤد میں ہے کہ جس کی امامت کو قوم مکروہ جانے تو اس کی نماز نامقبول ہے۔ جب امام کی مقبول نہ ہوئی تو قوم کی بھی نامقبول ہے۔

لَایَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَّھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ

(ابوداؤد' ابن ماجہ' مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ' باب الامامۃ' دوسری فصل)

(اللہ نہیں قبول کرتا نماز اس کی جو امامت کرائے کسی قوم کی اور وہ اسے مکروہ جانے)

امام سب قوم سے افضل' احسن' پرہیز گار' بڑے علم والا ہونا چاہیے۔

عینی شرح ہدایہ جلد اول صفحہ 723 میں لکھا ہے۔

وَالْاَعْمٰی لِاَنَّہٗ لَایَتَوَقَّی النَّجَاسَۃَ یعنی اندھے کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ پلیدی سے نہیں بچتا ہے۔ اور قبلہ نہیں معلوم کر سکتا ہے اور وضو پورا نہیں کر سکتا ہے' جس صورت میں احتمال بال کے خشک رہ جانے کا ہے۔ اور محیط میں ہے کہ جب کوئی بینا نہ ملے تو نابینا امامت کے لائق ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ جب مسجد میں اس سے افضل نہ ہو تو وہ یعنی نابینا امامت کے لائق ہے۔ اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو دفعہ خلیفہ بنایا' اور ظاہر ہے کہ یہ شخص ایسا تھا جس کی تعریف خدا تعالٰی نے کی ہے۔ اس کے بعد دوسرے کسی نابینا کو امامت کا حکم نہیں ہوا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعظیم فرماتے تھے۔ جب آتا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ مرحبا مرحبا' جس کی خاطر مجھ کو اللہ تعالٰی نے عتاب فرمایا' اور اللہ تعالٰی نے اس کی پاکی کی شہادت دی۔ اور کسی نابینے کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بس یہی مسئلہ کافی ہے۔ اَلْاَحَقُّ اَوْلَا وَلٰی بِالْاِمَامَۃِ اَلْاَعْلَمُ بِالسُّنَّۃِ بہت لائق بلکہ واجب یہ ہے کہ بڑا علم والا دیندار (مقدم) پیش کیا جائے۔

اس مسئلے کو سب نے مسلم رکھا جب کہ اندھا بھی عالم' بڑا علم والا' دیندار' سب مقتدیوں سے افضل ہو تو مقدم ہے۔ مطلق اندھے کو استحقاق امامت کا نہیں ہو سکتا۔ علماء نے یہی وجہ لکھی ہے کہ قبلہ کو سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا اور پلیدی سے پرہیز نہیں کر سکتا اور طہارت میں احتیاط نہیں کر سکتا۔ سب سے بڑھ کر یہی حدیث ہے جو ابوداؤد میں ہے۔

تین شخص ہیں جن کی امامت مکروہ ہے۔ ایک وہ جو امامت کرائے اور لوگ اس کو مکروہ جانیں۔ اور دوسرا وہ کہ جس کی بعد از ادائے نماز آنے کی عادت ہو جائے۔ تیسرا وہ جو اپنے غلام آزاد کو پھر اپنا غلام بنائے اور اس کی آزادی کو چھپا رکھے۔

(ابوداؤد؛ ابن ماجہ؛ مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ؛ باب الامامۃ؛ دوسری فصل)

روایت ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اِنْ سَرَّكُمْ اَنْ يَقْبَلَ اللّٰهُ صَلٰوتَكُمْ فَلْيَؤُمُّكُمْ خِيَارُكُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ

یعنی اگر خوش آتی ہے تو تم کو یہ بات کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول فرمائے تو چاہیے کہ اچھے نیک لوگ تم میں سے تمہاری امامت کرائیں کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان وکیل ہیں۔

خلاصہ ساری روایت کا یہ ہے کہ اندھے کی امامت مکروہ ہے مگر بڑا عالم اور پرہیزگار متقی ہو۔ جس کو لوگ امام بنا کر خوش ہوں اور سمجھیں کہ اس کی نماز ہماری نسبت زیادہ مقبول ہے اور یہ یاد رہے کہ سادے معنوں میں مکروہ کہتے جاتے ہیں۔ بحالت ضرورت اگر کوئی نہ ملے سب جاہل اور وہ افضل عالم ہو تو جائز ہے۔

مطلق امامت سے یہ بات پیدا ہو گی کہ وہ امام ہے، پیچھے اگر کوئی عالم آ کر شامل ہوا یا اس سے زیادہ علم والا حاضر ہو گیا تو اندھا آدمی معذور ہے، وہ نہیں جانتا کہ میرے پیچھے کون ہے، ہمیشہ جماعت کراتا رہے گا۔ جماعت مکروہ ہوتی رہے گی۔ مطلق امام بنانا دوام (ہمیشہ) کے واسطے کسی کتاب میں نہیں لکھا، اگر لکھا ہے تو وقت ضرورت کے۔ ضرورت پر حکم دائمی نہیں لگتا۔ جب امام کی نماز مکروہ ہو گی تو مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہو گی۔ ہمیشہ نماز مکروہ پڑھتا رہے تو قبول نہ ہو گی۔ جب قبول نہ ہو گی تو ثواب کیا ہے۔

ان کو السلام علیکم کہنا مکروہ تحریمی ہے:

(1) نماز پڑھنے والے کو نماز میں (2) قرآن مجید پڑھنے والے کو

(3) ذاکر کو خواہ واعظ ہو یا اللہ اللہ کہتا ہو (4) حدیث پڑھنے والے کو

(5) خطیب کو (6) وعظ و حدیث و خطبہ سننے والوں کو

(7) فقہ کے تکرار کرنے والے کو یعنی سبق مطالعہ کرنے والے کتاب فقہ کو

(8) قاضی کو جب قضا پر بیٹھا ہو (9) موذن کو جب اذان کہہ رہا ہو

(10) مکبر کو جب تکبیر کہہ رہا ہو (11) مدرس کو جب علم دین کا درس دے رہا ہو۔

(12) اجنبی عورت جوان کو (13) شطرنج کھیلنے والے (14) قمار باز کو

(15) شراب پینے والے کو (16) غیبت کرنے والے کو

(17) کبوتر اڑانے والے کو (18) سرود گانے والے کو (19) فاسق کو

(20) بوڑھے مسخرے کو (21) بوڑھے جھوٹ بولنے والے کو

(22) بیہودہ گو کو (23) عام مومنوں کو گالیاں دینے والے کو

(24) اجنبی عورت کے چہرہ دیکھنے والے کو۔ اگر یہ عاصی توبہ کر چکے ہوں تب سلام کہنا درست ہے (25) کافر کو (26) برہنہ کو (27) بول یا پاخانہ بیٹھنے والے کو

(28) بھوکے روٹی کھانے والے کو جب کہ لقمہ اس کے منہ میں ہو۔ ان حالات میں اگر سلام کہے تو جواب دینا جواب نہیں اور اگر سلام علیکم بسکون میم یا بضم میم کہے تو جواب دینا جواب نہیں' ایسا سلام خلاف سنت ہے۔

فرضیت پانچ نمازوں کی:

اول بہ شب معراج بقرب قابِ قوسین پچاس پچاس نماز پچاس اوقات حسب پچاس موقف محشر کے ارشاد ہوئیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اُمت پر کیا حکم ہوا؟ حضرت نے فرمایا کہ پچاس نماز۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حکم اُمت پر بھاری ہے۔ آپ کی بات منظور ہے' حضور میں جا کر عرض تخفیف کراؤ۔)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کیا کہ وہ حکم الٰہی ہے اور یہ مشورہ

رسول (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) اور مجھ کو امر الٰہی ہے کہ رسولوں کا کہا مان۔ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (پ۷ سورۃ الانعام آیت ۹۰) یعنی رسول ہدایت پر ہیں ان کی ہدایت کی پیروی کر۔ پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے جانے کی ہوئی۔ حضور میں تخفیف کی عرض کی۔ اس طرح پانچ بار عرض ہوئی۔ آخر میں حکم ہوا کہ یہاں پچاس ہیں' ایک نماز کی دس بنیں گی۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (پ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۶۰) یعنی جو ایک نیکی لائے اس کو دس گنا ملے۔ یہ حکم نماز کا سب نیکیوں میں جاری ہے۔ اس میں راز بھی ہے کہ جو نیکی خدا تعالیٰ کے حضور میں جائے وہاں دس گنا بن کر اس کو ملتی ہے۔ جیسے نماز کی تخفیف بتدریج ہوئی ہے یعنی کسی کی پانچ ہی رہتی ہیں' کسی کی دس' کسی کی بیس' کسی کی تیس' کسی کی چالیس' کسی کی پچاس۔ جس قدر صفائی دل کی ہو اسی قدر ترقی ہو۔ جب نماز باجماعت پڑھے اور جو متقی ہو وہ پیش امام ہو۔ سب مقتدیوں کی نماز اس کی نماز سے مل کر دیں گو نہ ہو جائے۔ نماز معراج المومنین ہے۔

حدود اوقاتِ نماز اور ترتیب وضو اور ترکیب نماز کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دو دن میں ختم کی کہ ہر وقت کا اول آخر یہ ہے اور رکعتیں اتنی ہیں۔ اور اس امر کو شرع میں امر تعبدی اور توقیفی کہتے ہیں اور ترتیب نماز کی عمل تعبدی ہے' اور معنی عمل تعبدی کے یہ ہیں کہ جس کی کنہ عقل سمجھے وہ اس سے کم ہے کیونکہ انقیاد (فرمانبرداری) محض امر الٰہی کا نہیں عقل کی بھی تابعدار ہے۔ نماز میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں۔ سجدے دو ہونے میں عقل عاجز ہے اسی واسطے درجہ سجدہ کا قیام اور رکوع سے زیادہ ہے۔ اس کی کنہ درک عقل سے بڑی ہے۔

منجملہ فوائد نماز کے یہ ہیں۔ کہ جو شخص نماز با تعظیم پڑھے۔ رزقِ حلال اس کا فراخ ہوتا ہے۔ جس کے سبب عبادت کا اس کو شوق ہوتا ہے۔ اور حلال کھانے سے گناہ مغفور ہوتے ہیں۔

نماز کی سب شرائط طہارت پر موقوف ہیں اور طہارت کنجی سب شرائط اور ارکانِ

نماز کی ہے۔ خشوع اور تعظیم بجو ادائے فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات کے نہیں ہو سکتی اور اصلی باعث خشوع اور تعظیم اخلاص اور حضورِ دل کا ہے۔ اور حضورِ دل کا سوائے روشنی ایمان کے ناممکن ہے۔ اور روشنی ایمان کی طہارتِ قلب پر موقوف ہے۔

اور تقوے نام ہے صفائی عقیدے کا از عقائد فاسدہ۔ صفائی عقیدے کی اہل سنت و جماعت، اور منحصر ہے اس واسطے کو کل صحابہ کرام، عشرہ مبشرہ اور اہلِ بدر اور تابعین بالاحسان اور اولیائے عظام اور سلاطین (بادشاہ) اہل اسلام اس عقیدہ اہل سنت و جماعت پر گزرے۔ اور منجملہ فوائد نماز کے دفع وباء قحط، اور دفع کسوف خسوف، اور تصرف جیش (لشکر)، دفع غم والم وغیرہ بلیات۔

اور فوائد اخروی بعد مرنے کے مغفرت میت کی نماز جنازہ پر منحصر ہے اور قیامت میں بھی دخول جنت نماز پر محدود ہے۔ جو نماز پڑھے گا اُس کی شفاعت ہوگی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

یَوْمَ ...... یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ (پ۲۹ سورۂ القلم آیت ۴۲) یعنی جس دن بلائے جائیں گے طرف نماز کے۔ جنھوں نے نماز پڑھی وہ اس دن بھی نماز پڑھیں گے، تب داخل جنت ہوں گے۔ کافروں اور بے نمازوں میں کوئی پردہ نہیں۔ کافر اور بے نماز ملے ہوئے ہیں۔ اور میثاق میں جس طرح صفوف بندھی ہوئی تھیں ویسے ہی قیامت کے دن صفیں باندھی جائیں گی۔ جو لوگ پیغمبروں اور اولیاؤں کی صفوں کے پاس بھی رہے وہ قیامت کے روز بھی ان کے پاس رہیں گے۔ اور جو لوگ کفار کی صفوں کے پاس رہے وہ قیامت کے دن بھی کافروں کے ساتھ ہوں گے، وہ خدا تعالیٰ کے دیدار سے محروم ہوں گے۔

اب نشان دنیا میں مومن و کافر کا یہ ہے کہ جو خوشی سے حکم خدا تعالیٰ بجالائے اور نماز دل لگا کر اپنے عین وقت پر پڑھے اور سب کاموں کو چھوڑ کر اذان سنتے ہی نماز کے لئے تیاری کرے وہ پکا مومن ہے، اس کو خدا تعالیٰ کا دیدار ہوگا اور شفاعت حضرت محمد مصطفٰے

صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہوگی اور جتنی سستی کرے گا اتنی ہی قیامت میں تکلیف حساب اور پل صراط پر گزرنے کی ہوگی۔ فرشتے ہر بات پر جھڑکیں گے اور نمازی آدمی کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہیں گے۔ نماز اور ایمان کا آپس میں بڑا میل ہے بلکہ نماز کا نام اللہ تعالیٰ نے ایمان فرمایا ہے۔

وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۳)

سب احکام شریعت کے نماز کے تابع ہیں۔ جب امام پاکیزہ ہو تو سب کی نماز درست ہے۔ جب امام دل سیاہ ہو یا غسل وضو استنجا تمام نہ ہو بدن یا کپڑے پر درہم بھر چوڑی یا وزن میں درہم کے برابر پلیدی غلیظ (بول براز خون شراب وغیرہ) لگی ہو تو نماز سب کی فاسد ہوتی ہے ایسے ہی اگر نماز اور ایمان میں قصور ہو تو سارے شرعی احکام بیکار ہیں۔

فرائض...... واجبات...... سنن...... آداب...... مباح...... مکروہ...... حرام...... مفسد نماز کے جاننے ضروری ہیں۔ فرض اور مفسد اور حرام کا جاننا بھی فرض ہے اور واجب اور مکروہ کا جاننا بھی واجب ہے اور سنت اور مستحب اور مباح کا جاننا سنت ہے۔ پس جو شخص حکم نماز کے نہ جانے وہ گنہگار ہے اور واجب اور سنت کا تارک ہے اس لئے فرض ہوا کہ ہر مسلمان جملہ احکام دین سے واقف ہو اور گنہگار نہ رہے کہ

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ"

یعنی علم کی طلب ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

سنت صبح کا مسئلہ:

شرح معانی الآثار طحاوی جلد اول صفحہ 218 میں مذکور ہے کہ جب امام صبح کی نماز پڑھا رہا ہو تو پیچھے آنے والا جس نے سنت فجر نہیں پڑھی کیا کرے؟ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے کہ وہ سنت دروازہ مسجد میں یا کسی گھر پاس والے میں یا کسی مسجد کے گوشہ میں یا ستون کی آڑ میں یا صف سے علیحدہ جہاں موقع ملے۔ اس شرط پر کہ جانتا ہو

کہ سنت ادا کر کے جماعت میں شامل ہو جاؤں گا تو ان مقامات مذکورہ میں سے کسی جگہ میں سنت ادا کرے مگر ایسی ادا کرے کہ تھوڑی قرأت اور ایک ایک تسبیح رکوع وسجود میں کہے۔

جب جانتا ہے کہ سنت پڑھتے پڑھتے جماعت ہو جائے گی اور وہ نہ ملے گی تو سنت ترک کر دے اور شامل جماعت ہو جائے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعد از فراغ فرض وہیں بیٹھا رہے، جب سورج نکلے تب سنت قضا کرے۔

اب یہ سنت ہے یا نفل؟ تحقیق تو یہ ہے کہ یہ نفل ہیں کیونکہ سنت امام اس فعل کا ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بارہا کیا، یا فرمایا، دیکھا اور خاموش ہو رہے۔ سو اس سنت کے بارے میں کوئی فعل یا قول وتقریر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل ہے۔ اگر یہ سنت رہ جاتی تو بیٹھے رہتے اور جب سورج نکلتا تب پڑھتے۔

مخالف کہتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں وارد ہے کہ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃُ یعنی جب نماز کی تکبیر کہی جائے تو سوائے فرض کے کوئی نماز نہیں۔

الجواب اس کے جواب میں امام طحاوی (کتاب الصلوٰۃ، باب الرجل یدخل المسجد و الامام فی الصلوٰۃ الفجر ......) نے کہا کہ یہ حدیث قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور جملہ اصحاب کے افعال اس کے مخالف ہیں، یہ سنت نہیں ہو سکتی۔ حفاظِ حدیث نے حضرت عمرو بن دینار سے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں۔

اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلَاۃَ اِلَّا الَّتِیْ اُقِیْمَتْ لَھَا۔

یعنی جب نماز کے واسطے تکبیر کہی جائے تو سوائے اس نماز کے دوسری نماز نہیں۔

الجواب یہ کہ جس جگہ سنت پڑھے اس جگہ سے آگے پیچھے ہٹ یا بڑھ جائے جائز

ہے۔ جب اس نے ایک جگہ سنت وفرض پڑھے تو سنت کو فرض بنا دیا جیسا کہ حضرت مالک بن بحسینہ کا قصہ مشہور ہے کہ جب تکبیر کہی گئی تو وہ سنت پڑھ رہا تھا' پس اس جگہ فرض پڑھے۔ جب سلام پھیرا گیا تو سب لوگ اس پر جمع ہوئے اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّبَاحُ اَرْبَعًا اَلصَّبَاحُ اَرْبَعًا

کیا صبح کی نماز چار رکعت ہے۔

بات یہی تھی کہ اس نے سنت وفرض ایک جگہ پڑھے۔ اس کراہت کی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں تصحیح فرمائی جیسا کہ حضرت سائب بن یزید نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

لَاتَفْعَلْ حَتّٰی تَقَدَّمَ اَوْتَاَخَّرْ یعنی ایسا مت کرنا جب تک تو آگے پیچھے نہ ہولے

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

لَاتُکَاثِرُ والصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ بِمِثْلِهَا فِی الْمَسْجِدِ فِیْ مَکَامٍ وَّاحِدٍ

یعنی تم نماز فرض کو ملا یا مت کروایسے ہی نماز کے ساتھ ایک جگہ مسجد میں۔

اور ایسا ہی دوسری حدیث میں وارد ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا:

جس نے جماعت کے پیچھے سنت پڑھی تھی کہ ایسا نہ کیا کر۔

تو جواب اس کا یہی ہے کہ اس نے مل کر صف کے ساتھ سنت پڑھی تھی۔ یہ ملنا صف میں مکروہ ہے' اس کو حنفیہ مکروہ کہتے ہیں۔ اسی واسطے لکھا ہے کہ دور از صف کسی کونے میں یا دروازہ یا کسی ستون کی آڑ میں سنت ادا کرلے۔

اب یہ بات کہ شمول بجماعت فرائض افضل ہے یا شغل بادائے سنتِ فجر۔

جواب یہ ہے کہ یہ مقابلہ بے جا ہے کیونکہ یہ کوئی نہیں کہتا کہ فرض ترک کرے، بلکہ حنفیہ کا مطلب یہ ہے کہ جب جانتا ہے کہ سنت ادا کر کے شامل فرض ہو جائے گا تو سنت بشرائط مذکورہ ادا کر لے نہ یہ کہ فرض ترک کرے۔ پس جب آدمی گھر میں ہو اور آواز تکبیر کا یا قرأت امام کا سنے تو باتفاق فریقین گھر میں سنت پڑھے اور جب گھر شغل بہ سنت افضل ہے تو اب یہ بات کہاں ہوئی کہ شمول بفرض یا شغل بہ سنت۔ یہ تاکید سنت فجر میں ہے نہ ظہر میں اس واسطے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر کی بڑی تاکید فرماتے تھے کہ یہ سنت کی دو رکعت نہ چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے روندیں۔ غرض اس سے فضیلت کا پانا ہے نہ ضد کرنا۔

(اس ساری تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں)

(طحاوی شریف، کتاب الصلوٰۃ، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلوٰۃ الفجر ولم یکن رکع ایرکع اولا یرکع)

قرأت مقتدی امام کے پیچھے ناجائز ہے:

دس اصحاب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرأت فاتحہ کو خلف امام منع فرماتے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ابن عفان، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عوف رضوان اللہ علیہم، اور عبدالرزاق اپنی کتاب ''مصنف'' میں لکھتا ہے کہ یہ سب منع فرماتے تھے۔

اور طحاوی نے باسناد (کتاب الصلوٰۃ باب القرأۃ خلف الامام میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

مَنْ قَرَاءَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ

یعنی جو شخص امام کے پیچھے پڑھے وہ شرائط اسلام پر نہیں

اور ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب ''مصنف'' میں بروایت ابی یعلی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

مَنْ قَرَاَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَةِ

یعنی جو امام کے پیچھے پڑھے وہ شرائط اسلام کو خطا کر گیا' یعنی اسلام کو نہ پہنچا۔

اور دار قطنی نے بھی کئی طریقوں سے بیان دیا ہے اور عبدالرزاق نے بھی اپنی مصنف میں روایت کیا اور ابن مسعود نے کہا کہ اس کا منہ مٹی سے بھرا جائے۔

(طحاوی شریف' باب القرأۃ خلف الامام)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے منہ میں انگارے ہوں تو میں اچھا جانتا ہوں۔ اور کتاب التمہید میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت سعد اور حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ امام کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے' نہ نماز سری میں نہ نماز جہری میں۔

اور عبدالرزاق' طبرانی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔

اور امام طحاوی کہتا ہے کہ یہ اصحاب اعلیٰ درجہ کے ہیں' امام کے پیچھے خاموش رہنے پر متفق ہیں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شدومد اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موافقت بڑی دلیل ہے کہ

اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

(پ ۹ سورۂ الاعراف آیت ۲۰۴)

یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو تم سنو اور چپ رہو ضرور تم پر رحم کیا جائے گا۔

اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی قرأت مقتدی کی ہے۔

مسئلہ ضاد:

بجائے ضاد ظاء پر پڑھنا ناجائز ہے یہاں تک کہ امام اجل ابوبکر بن الفضل فضلی و

امام بُرہان الدین محمود صاحب ذخیرہ وغیرہما وعلامہ علی قاری مکی وغیرہ علماء رحمہم اللہ تصریح فرماتے ہیں جو قصداً ض کو ظ پڑھے کافر ہے۔

محیط برہانی میں ہے

الامام الفضلی عمن یقر الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة او علی العکس فقال لا یجوز امامة ولو تعمد یکفر

(خ) الروض الاظهر میں هے کون تعمده کفر الاکلام فیه

عالمگیری میں ہے ض یا ص کی جگہ عمداً ظ پڑھنے کو کفر لکھتا ہے

حیث قال مثل عمن یقرء الظاء مقام الضاد او قرء اصحاب الجنة مقام اصحاب النار قال لایجوز امامة ولو تعمد یکفر.

(از رسالہ الجام ضاد صفحہ 4و5 احمد رضا خان بریلوی مرحوم)

مسئلہ جنازہ:

جب جنازہ اٹھایا جائے تو اس کے ساتھ والے آواز بلند نہ دیں، چپ رہیں، جو پڑھنا ہو دل میں پڑھیں، کلمہ شریف یا دعا یا استغفار۔ دنیا کی بات نہ کریں۔ کلمہ شریف اور دعا اور استغفار جہراً پڑھنا مکروہ ہے۔ کوئی مکروہ تحریمہ فرماتا ہے، کوئی تنزیہہ۔

اور اشعار خوانی یا سرود خوانی یعنی غزل پرلے درجہ کی مکروہ تحریمہ ہے۔ مکروہ تحریمہ موجب عذاب کا ہے۔

یہ جگہ طلبِ مغفرت کی ہے اس کو باعثِ عذاب نہ بنائیں، چپ رہیں۔

شامی میں صفحہ 598 میں لکھا ہے۔

وَكُرِهَ كَمَا كُرِهَ فِيْهِ رَفْعُ صَوْتٍ ذِكْرًا اَوْ قِرَاْةً (فتح).

مسائل قربانی:

مسائل عید الضحیٰ و قربانی کے اکثر عوام مسلمانوں کو درپیش آتے ہیں اور بروقت ان کو

وقت ہوتی ہے برائے سہولت مرقوم ہوئے۔ 9 تاریخ ماہ ذی الحجہ کو صبح کی نماز کے بعد تکبیر پڑھا کریں، ایک بار واجب ہے اور زیادہ مستحب۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد. ہر نماز فریضہ کے بعد 13 تاریخ کی عصر تک کل 23 اور معہ تکبیر نماز عید 24۔

ابتداء تکبیر کا حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت جبرائیل و حضرت اسماعیل علیہم السلام سے شروع ہوا کہ جب دُنبہ قربانی کا بہشت میں سے آیا اور ذبح کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْد جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تو سنت نبوی ہو گئی۔ جو امر کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدام فرمادیں وہ واجب ہے۔ یہ تکبیر ان دنوں میں ہر ایک نماز فرض و جمعہ و عید کے بعد بلند پڑھنی واجب ہے اور راستے میں آتے جاتے پڑھنی واجب ہے۔

بعد ادائے نماز عید قربانی (مالکِ نصاب پر قربانی واجب ہے یعنی جس شخص کے پاس کی مالیت زیادہ حاجت پر ہو اور اس کو زکوٰۃ کھانی حرام ہے، اور صدقۂ فطر و قربانی واجب ہے، اس غنی پر قربانی واجب ہے) کرے اور قربانی کا رکنِ ذبح خود کرے یا دوسرے کو وکیل بنائے اور خود پاس دیکھتا رہے۔ اگر ذبح کر سکتا ہے تو خود ذبح کرنا افضل ہے۔ اور دن ذبح کے تین ہیں۔ دسویں، گیارھویں، بارھویں تاریخ کی عصر تک۔ ان کی دو راتوں میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اور ایک دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اور کُند چھری سے ذبح کرنا بھی مکروہ ہے۔

جانور قربانی کا پیشتر از یومِ عید خرید کرے اور نیت قربانی کی کرے یا زبان سے کہے کہ یہ جانور قربانی کے واسطے خریدا گیا ہے۔ غنی پر اس کہنے سے یہ جانور مقرر قربانی واجب بالنذر ہو گیا۔ اور خریدتے وقت کہے انشاء اللہ قربانی کروں گا تو واجب نذر نہ ہوگی،

اب عید کے روز دوسرا جانور خریدنا ہوگا کہ قربانی اصلی ذبح کرے۔ یہ مسئلہ مشکل ہے لوگ بے خبر ہیں یعنی فقیر جب قربانی کا جانور خریدے تو اس قربانی سے اس کو کھانا ناجائز ہے کیونکہ فقیر کی قربانی ساری صدقہ واجب ہے۔ اور غنی اگر ایام قربانی میں خریدے تو وہ قربانی اصلی ہے' خود کھائے اور دوسرے دوستوں کو کھلائے غنی ہو یا فقیر۔ اور فقیر کی قربانی غنی کا جانور قبل از ایام نحر یعنی عید سے پہلے کا خریدا ہوا بہ نیت قربانی یا خرید کردہ یا خانہ زاد کو یہ کہا ہو کہ میں یہ قربانی کروں گا تو وہ قربانی نذر ہو گئی' فقیروں کا حق ہے' اس قربانی سے نہ خود کھائے اور نہ حصہ غنی کو دے۔

قربانی کا جانور کون کون جائز ہے:

بکری، بکرا، دنبی و دنبہ، بھیڑ و بھیڈ و سال بھر کا ہو، ایک دن بھی کم نہ ہو، زیادہ سال سے ہو تو بہتر ہے۔ دنبہ چکی والا اگر چھ ماہ کا ہو مگر اتنا موٹا ہو کہ سال بھر والے دنبوں کے برابر ہو اور تمیز نہ ہو سکے تو وہ بھی جائز ہے۔ اور گائے بیل و بچھڑا دو سال کا یا زیادہ ہو۔ اور اونٹ پانچ سال کا یا زیادہ ہو۔

قربانی سالم ہو' عیب دار نہ ہو۔ جس جانور کا کوئی کان یا ناک یا دُم یا پستان کٹا ہو یا تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہو' اندھا یا کانا ہو تو وہ ناجائز ہے۔ سینگ ایسا اُکھڑا ہو کہ نیچے کا گودا نظر آئے یا ہڈی نرم ظاہر ہو تو وہ ناجائز ہے۔ جس کے سینگ اصلی نہ ہوں یا کان نہ ہوں یا دُم نہ ہو تو وہ جائز ہے۔ جس کے دانت سارے یا اکثر تیسرے حصہ سے زیادہ نکلے ہوں وہ ناجائز ہے۔

خصّی بھی جائز ہے۔ خصیئے جس کے غدودیں چیر کر نکالے گئے ہوں وہ ناجائز ہے۔ اور جس کے کپورے مل کر پیسے ہوں وہ جائز ہے۔ لنگڑا جو چل نہ سکتا ہو ناجائز ہے۔ لاغر جس کا گودا ہڈیوں میں نہ رہا ناجائز ہے۔ دیوانی جو بکریوں کے ساتھ چر نہیں سکتی ناجائز ہے۔

اگر قربانی کا بچہ ہو تو اس کو ذبح کر کے یا زندہ تصدقہ کرے' آئندہ سال قربانی کے

قابل نہیں۔ اون قربانی کی نہ کاٹے اور دودھ نہ دوہے' اگر دوہے تو تصدق کر دے۔ اگر ایام قربانی کے گزر جائیں اور قربانی کھڑی رہے تو ساری قربانی کا صدقہ کرے' زندہ دے یا ذبح کر کے دے مگر خود نہ کھائے' اگر کرے تو صدق دے۔ قصاب کو گوشت اور کھال اُجرت میں نہ دے' اور کافر اور ہلاک خور کو بھی قربانی کا گوشت نہ دے۔

کس کس سے قربانی دے:

اپنی طرف سے واجب ہے اور طفل کی طرف سے مستحب۔ اگر طفل کا اپنا ہے تو اسی کی طرف سے اس کے مال سے دے مگر گوشت اس کا قربانی کا سوائے اس طفل کے دوسرا کوئی نہ کھائے۔ اگر گوشت کے رکھنے میں نقصان ہے تو وہ گوشت و پوست فروخت کر کے لڑکے کو موزہ پہنا دے۔ اگر کھال کو پیسوں کے ساتھ نہ بیچے بلکہ بدل گوشت کے پارچہ یا کلاہ یا موزہ لے کر لڑکے کو دے۔ تیسرا حصہ فقراء پر صدقہ کرے۔ اگر عیالدار ہے تو عیال کے واسطے ذخیرہ رکھے۔ کھال کو صدقہ کرے۔ پیسوں کے بدلے نہ بیچے۔

استخوان قربانی کو دبا دے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جنات نے اپنی خوراک کے واسطے حضور میں عرض کی کہ کیا کھائیں؟ حکم ہوا کہ ہڈیوں کو چوسا کرو' اللہ تعالیٰ ان میں تمہارے لئے برکت فرمائے گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ استخوانوں کو بندے پلید کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بندوں کو منع کر دیں گے کہ ہڈیوں کو پلید نہ کریں گے۔

اور یہ بھی وارد ہے کہ جو جانور راہ خدا میں ذبح ہو وہ بہشتی ہے۔ پس قربانی کی ہڈیوں کو مکان میں محفوظ رکھنا ضروری ہے یا دفن کر دیں۔

اور یہ بھی وارد ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہڈیوں کو علیحدہ پاکیزہ مکان میں یعنی طاق وغیرہ پر رکھتے ہوئے کہا کرو کہ یہ ہمارے بھائیوں کا حصہ ہے۔ پس عوام کو خبردار رہنا چاہئے کہ ہڈیوں کا ادب کریں۔ قربانی وعقیقہ کی زیادہ تعظیم چاہئے۔

ثواب قربانی کا یہ ہے کہ اول قطرہ خون کا جو ذبح کے وقت گرتا ہے تو گناہ قربانی

والے کے جھڑتے ہیں اور ہر بال کے بدل ایک ایک نیکی ہوتی ہے اور قیامت کے روز قبر کے پاس گھوڑا بن کر کھڑی ہوگی' جس کے بال سونے اور آنکھیں یاقوت کی ہوں گی اس پر سوار ہوگا۔ سایہ عرش کے نیچے لے جائے گی۔

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنی قربانیوں کو موٹا کیا کرو کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

اگر قربانی سالم خرید کر کے لایا پھر عیب دار ہوگئی۔ پس اگر فقیر ہے تو وہی کافی ہے' اگر غنی ہے تو دوسری خریدے۔ اگر دوسرے کی قیمت کم ہے تو فاضل قیمت صدقہ دے' اگر زیادہ ہے تو بہتر ہے۔

قربانی ذبح کے وقت حرکت کرنے سے عیب دار ہو جائے۔ کان کٹ جائے یا ناک یا دوڑ جائے اور ٹانگ ٹوٹ جائے تو معاف ہے' جائز ہے۔

اور یہ جائز نہیں کہ ایک جانور سارے گھر والوں کی طرف سے قربانی سمجھا جائے۔ گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ ان میں اگر ایسا شامل ہو کہ جس کی نیت قربانی کی نہیں تو وہ قربانی کسی سے ادا نہ ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اونٹ و گائے میں سات تک شریک ہوتے۔ جب گائے اونٹ نہ ملتا تو ہر ایک ایک بکری یا مینڈھا ذبح کرتے تھے۔

مینڈھا ساتویں حصے گائے سے افضل ہے۔ اور مینڈھا دُنبی سے اچھا ہے اور بکری بکرے سے اچھی ہے' یہ تب ہے کہ جب قیمت اور گوشت میں برابر ہوں' اگر قیمت اور گوشت مادہ کا زیادہ ہے تو وہ بہتر ہے مگر بکری کا گوشت بہرحال نر سے اچھا ہوتا ہے۔ اگر یہ کہ قیمت میں زیادہ ہو تو اس کا اعتبار ہے۔ اور بعضے مسکین بدلے قربانی کے مرغ ذبح کرتے ہیں یہ مکروہ ہے' اس سے باور ہوتا ہے کہ شاید یہ بھی درجہ قربانی کا ہے۔ ہر سال کے بعد قربانی واجب ہے۔ اس ملک میں کوئی مکان پاک اہل اسلام کے شہروں کے پاس ایسا نہیں جہاں قربانی ذبح کریں۔ حرمین شریفین میں مکانات مقدس ہیں' ان لوگوں

کے واسطے یہی حکم ہے کہ باہر جا کر منسک میں ذبح کریں۔ جیسے نماز عید کی شہروں میں پڑھی جاتی ہے ویسے ہی قربانی اپنے اپنے مکانات میں ذبح کرتے ہیں کہ دوسرے مکان سے اپنا مکان بہتر ہے۔

غنیۃ میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دربارِ الٰہی میں عرض کی کہ امتِ محمدیہ کی قربانی کا کیا ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلے دس نیکیاں ہیں اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں اور دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ اے داؤد قربانیاں قیامت میں سواریاں ہوں گی اور گناہ کو مٹا دیتی ہیں۔

اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْاُضْحِیَّۃَ ھِیَ المنجیصا تُنْجِیْ صَاحِبَھَا مِنْ شَرِّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

ضرور قربانی نجات دینے والی ہے اپنے صاحب کو شرِ دنیا اور آخرت سے بچاتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن قربانی دینے والے اپنی قربانیوں پر سوار ہو کر حضور پروردگار میں جائیں گے۔ آپ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (پ۱۶ سورہ مریم آیت ۸۵) یعنی ہم نیکوں کو رحمان کی طرف سوار کر کے جمع کریں گے، اپنی قربانیوں پر سوار ہوں گے جیسے کہ بادشاہوں کے کوتل گھوڑے ہوتے ہیں۔

اور حضرت کا ارشاد ہے کہ قربانی موٹی کرو کہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے ہر دو عید کی رات میں یہ کلمہ چار سو دفعہ قبل از نماز عید پڑھا یعنی لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّایَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اس کو چار سو حور ملے گی، اور اتنا ثواب ملے گا کہ چار سو غلام آزاد کیا، اور مقرر کرتا ہے

اس کے واسطے فرشتے جو اس کے واسطے شہر بنائیں اور روز قیامت تک اس کے واسطے درخت لگاتے جاتے ہیں

اور زہری لکھتے ہیں۔ جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے یہ وظیفہ نہیں چھوڑا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے سنا میں نے نہ چھوڑا۔

اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن بہشت اور طوبیٰ پیدا کیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی اسی روز وحی کے واسطے انتخاب کیا۔

اور علماء کرام نے فرمایا ہے کہ عید الاضحیٰ افضل ہے عید الفطر سے۔ کیونکہ سال بھر کے دنوں سے یہ دس دن افضل ہیں یعنی دس روز ماہ ذی الحجہ کے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص عید الاضحیٰ کی رات بھر میں عبادت کرتا ہے اس کا دل نور الٰہی سے زندہ رہتا ہے اگرچہ کُل عالم کے دل مر جائیں۔

اور عورتوں کا نماز عید کی گھر میں پڑھنی لازم ہے۔ ایک عورت اِن کو نماز پڑھائے اور وہ عورت درمیان صف کے کھڑی ہو یعنی امام کی طرح آگے نہ کھڑی ہو یا کوئی لڑکا محرم تمیز دار نماز پڑھائے۔ اس کے لئے ہے

اور حدیث میں وارد ہے جو پانچ راتیں بیدار ہو کر عبادت کرے بہشت اس کے لئے ہے یعنی 8، 9، 10 ماہ ذی الحجہ اور شبِ برأت اور شبِ عید الفطر۔ پہلے شب ذی الحجہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اس کا روزہ رکھنا اسی سال کے برابر ہے اور باقی آٹھ روزہ رکھنے ایک ایک روزہ برابر ثواب لیلۃ القدر کی ہے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں ایک رات بصرہ کے مقبرہ میں تھا۔ ذی الحجہ کے عشرہ میں مقبرہ سے ایک بڑا نور نکلتا دیکھا۔ ہاتف نے آواز دی کہ تو بھی ان دنوں میں روزہ رکھا کر ایسا ہی تیری قبر سے نور نکلے گا۔

اور کسی بزرگ نے خواب میں قیامت دیکھی۔ اپنے دوست کے سامنے دس نور دیکھے اور اپنے سامنے دو نور۔ سبب پوچھا؟ ہاتف نے کہا: اس نے 10 سال تک برابر

عرفہ کے دن روزہ رکھا اور تُو نے دو سال دو روزے عرفہ کے رکھے ہیں۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص آخر ماہ ذی الحجہ اور اول ماہ محرم کے روزے رکھے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔ اور یہ بھی حدیث شریف میں وارد ہے کہ روزہ عرفہ کا دو سال کے روزوں کے برابر ہے۔

اور عرفہ کے دن شیطان وادیٔ عرفہ میں، جو متصل کوہِ عرفات کے ہے، اپنے ذُریات جمع کر کے واویلا کرتا ہے اور سر پر خاک ڈالتا ہے۔ اس کے ذُریات پوچھتے ہیں: یہ غم اور واویلا کیوں کرتا ہے؟ کہتا ہے کہ آج امت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بخشی جاتی ہے، جتنے عرفات میں حاضر ہوئے سب پر رحمتِ الٰہی نازل ہوئی، میں نے جو گناہ ان سے کرائے ہیں سب ضائع ہوئے، بجائے گناہ کے ان کو ثواب ملا کہ تائب ہو گئے۔

اور وادیٔ عرنہ وادیٔ شیطان کہلاتی ہے۔ جیسا انسان کے سینہ میں شیطان رہتا ہے اور دل میں ایمان اور دل کے پاس فرشتہ۔ قربِ شیطان سے رحمت بند نہیں ہوتی بلکہ ترقی درجات کی تب ہی ہوتی ہے جب مزاحم عبادت کا دشمن دین ہو اور دشمن کو بند کر کے مسلمان عبادت میں مشغول ہو، جس قدر اس کی عبادت مخالف دشمن دین کے ساتھ زیادہ ہو اُسی قدر اللہ کے نزدیک درجہ بلند ہوتا ہے۔

گوشہ نشینی، صحرا گردی اور دشت پیمائی، جس کا نام رہبانیت ہے، اسلام نے موقوف کر دی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ یعنی گوشہ گیری میں بادیہ نشینی اسلام میں نہیں ہے کہ اس میں اجر نہیں، اجر کثیر تب ہی ہوتا ہے کہ موذی کی ایذا پر صبر کرے اور نعمت کا شکر کرے، امر معروف کرے، اور نہی منکر کرے، یعنی نیک کام لوگوں کو بتائے اور بُرے کاموں سے ہٹائے۔

علماء کرام کا فرض ہے کہ علم دین کا ظاہر کریں، اگر ان کو دیکھ کر سکوت کریں اور حتی الوسع ہدایت اور ارشاد نہ کریں تو یہ بھی مثل بدکاراں اور گنہگاراں دو چند عذاب گرفتار

ہوں گے۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ جب قیامت میں گنہگار کو فرشتہ مارے گا تو پاس سے عالم گزرے گا۔ گنہگار بولے گا۔ میں جاہل بے خبر تھا' مجھ کو اس کے عذاب کی خبر نہ تھی' یہ عالم دیکھتا تھا اس نے مجھ کو روکا نہ تھا اور آگاہ نہ کیا تھا۔ فرشتہ اس کو چھوڑ کر عالم کو پکڑ لے گا۔ حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل جب گناہوں میں پڑے تو علماء نے منع کیا' وہ باز نہ آئے' پھر علماء ان کے ساتھ مل بیٹھے اور مل کر کھانا کھایا اور پیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے دل علماء کے گنہگاروں کے دلوں جیسے کر دیئے اور سب پر لعنت کی' اور سب پیغمبروں نے ان پر لعنت کی۔ (ترمذی' ابوداؤد' مشکوٰۃ کتاب الآداب' باب الامر بالمعروف' دوسری فصل) جب انبیاء ان پر لعنت کرنے لگے تو اَب رحمت کی اُمید کُجا۔ غرض معاصی سے لذت پکڑنی جس کا نام رضامندی اور خوشنودی ہے اُسی کو علماء نے کفر فرمایا ہے' اور گناہ کو اچھا جاننا کفر ہے اور کفر موجب قہر الٰہی کا ہے۔ جو شخص امر نیک بتلانے اور بدی سے ہٹانے میں قصور کرے اور بدکاروں سے میل جول رکھے اور ان سے ملنا مثل ملاقات صالحین کے سمجھے جس کے چہرہ اور دل میں کچھ تغیر نہ آئے یقیناً سمجھو کہ وہ دین و ایمان سے خالی ہے' سارا کفر میں غرق ہے' نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ہم خدا سے پناہ لیتے ہیں اپنے نفسوں کے شروں سے۔

فیصلہ مسائل متفرقہ نزد اہلسنّت والجماعت:

یہ مسئلہ کبریٰ متعلقہ بالامامۃ الصغریٰ اِس زمانہ میں اہم المسائل ہے۔ ہر ایک مسلمان سنی کو لازم ہے کہ اس رسالہ کو بخوبی حفظ کرے تاکہ نماز اس کی جو بعد از ایمان باللہ ورسولہ اصل اصول دین کا ہے مردود نہ ہو' اور عنداللہ مقبول ہو کر مثمر ثمرات ابدیہ کا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (پ۶ سورۃ المائدہ آیت ۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ہی عمل قبول فرماتا ہے نہ دوسروں کے۔

اور حدیث شریف میں وارد ہے۔

لَایَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ

(رواہ ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ دوسری فصل)

یعنی اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا نماز اس شخص کی جو امامت کرائے کسی قوم کی بحالیکہ وہ قوم اس کو مکروہ جانتی ہو۔

اور حاکم نے مرفوعاً یہ حدیث بیان کی ہے اِنْ سَرَّکُمْ اَنْ یَّقْبَلَ اللّٰہُ صَلٰوتَکُمْ فَلْیَؤُمَّکُمْ خِیَارُکُمْ فَاِنَّھُمْ وَفْدُکُمْ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ

یعنی اگر خوش آتی ہے تم کو یہ بات کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول فرمائے تو چاہئے کہ اچھے نیک لوگ تم میں سے تمہاری امامت کرائیں کیونکہ وہ وکیل ہیں تمہارے درمیان اور تمہارے رب کے۔

اس آیت کریمہ اور حدیث شریف سے خوب روشن ہو گیا کہ نماز مقبول وہی ہے جو متقی اور صالح کے پیچھے ادا کی جائے۔ اب معلوم کیا جائے کہ اس اُمتِ مرحومہ میں کون فرقہ سعید ہے اور کون متقی اور کون شقی ہے اور کون غیر متقی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ کو جنتی فرمایا اور بہتر (۷۲) کو ناری وجہنمی۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہشتی کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ

(ترمذی احمد ابوداؤد مشکوٰۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ دوسری فصل)

جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب بس وہی فرقہ جنتی ہے جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے طریق پر ہو۔

ظاہر ہے کہ یہ فرقہ ناجیہ کل فرقہ اہل سنت و جماعت کا ہے جو حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی ہیں۔ یہ چاروں مذہب والے ایک عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو منزہ اور مقدس ذاتی

جملہ اوصافِ اذیلہ سے اور موصوف ذاتی جُملہ اوصافِ کمالیہ کے ساتھ اعتقاد کر کے جمیع انبیاء اور رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معصوم جانتے ہیں اور سارے اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کو مومن کامل یقین کر کے خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو متفاضل رکھتے ہیں اور کہتے ہیں

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِ خْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (پ ۲۸ سورۂ الحشر آیت ۱۰)

یعنی اے پروردگار ہم کو اور ہمارے برادروں کو جو ہم سے پہلے بایمان گزر گئے ہیں بخش دے' اور ہمارے دلوں میں دشمنی ایمان والوں کی مت ڈال۔ رافضی وخارجی، وہابی ومعتزلہ' جبری وقدری وغیرہ جتنے فرقے ہیں سب اس عقیدہ کے برخلاف ہیں۔ یہ سب کے سب بہشتی نہیں ہیں۔ ہر ایک فرقہ کے عقائد برخلاف اس فرقہ اہل سنت وجماعت کے ہیں۔ اور ان کی کتابیں عقائد کی جدا جدا ہیں' روافض کی جُدا اور خارجیوں کی جدا اور وہابیوں کی جدا۔

چونکہ اس رسالہ میں تذکرہ وہابیوں کا مقدم ہے لہٰذا ان کی کتابوں کا نشان دینا واجب ہے۔ پہلی کتاب ان کے عقائد کی ''کتاب التوحید'' مصنفہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ہے' جس کے سبب یہ فرقہ اپنے آپ کو محمدی کا لقب دیتا ہے۔ دوم ''تقویۃ الایمان'' مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ہے جس کے سبب یہ فرقہ اپنے آپ کو اہلحدیث کا خطاب دلواتا ہے۔ اور باقی کتابیں مشہور ومعروف ہیں اُن کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔

مشتے نمونہ خروارے۔ یاد رہے کہ سب اہل سنت وجماعت قرآنِ مجید اور سنت نبوی اور اجماعِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معتقد ہیں اور یہ وہابی لوگ اصحاب کرام کے قول وفعل کو خلافِ سنت بلکہ بدعت ضلالت کہتے ہیں اور اجماعِ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا انکار کرتے ہیں' اور اپنے دل سے ایسی واہیات بے اصل باتیں تراش کر اپنے

عقائد کی کتابوں میں درج کرتے ہیں جن کے سننے سے مومن آدمی لاحول پڑھتا ہے اور ان کو بلا تامل کافر کہنے لگتا ہے۔

تقویت الایمان میں لکھا ہے کہ یقین کر لینا چاہئے کہ سب مخلوق، کیا بڑا کیا چھوٹا، خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے

اَقُولُ:

یہ کیسا بڑا کفر ہے جس کی توبہ بھی مقبول نہیں ہو سکتی کیونکہ توبہ صرف ان کفریات سے ہوتی جو خدا تعالیٰ کے گناہ ہوں اور جو عباد اللہ کے حقوق ہوں وہ تو معاف نہیں ہو سکتے۔ اب اس کلمہء کفر کی کوئی حد نہیں رہی کہ انبیاء و اولیاء و فرشتوں اور محبوبوں کو اس نابکار نے یکساں کر کے چمار سے بھی ذلیل لکھ دیا۔ اُس نے سارے قرآنِ مجید اور احادیث نبویہ کا انکار کر دیا اور سب نبی و ولی و مومن و کافروں کو یکساں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا: اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ مَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (پ ۲۹ سورہ القلم آیت ۳۵، ۳۶) یعنی کیا ہم مسلمانوں کو کافروں جیسا کر دیں گے (ایسا نہیں) کیا ہوا تم کو تم کیسا حکم لگاتے ہو۔

ایسا ہی اس تقویت الایمان والے نے کتاب ''ایضاح الحق'' کے صفحہ 245 پر لکھا ہے۔

خدا تعالیٰ دروغ بولنے پر قدرت رکھتا ہے ورنہ قدرتِ انسانی قدرتِ آلیہ پر زیادہ ہو جائے گی۔

اَقُولُ:

اس عقیدہ کو کفر نہ کہیں تو کیا کہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو منزہ و مقدس فرمایا ہے اور کہا ہے کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۱) پاکی ہے ہر عیب سے اس کی جس نے اپنے عبد کو رات میں سیر کرائی۔ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ اللہ

تعالیٰ کے نام ہیں' یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر ایک عیب سے اور اُن سے جو مخلوق کے خیال میں آئیں۔ اس بدعقیدہ نے کیسا عیب خدا کی ذات کو لگا دیا۔ یہ اس وہابیہ کا پیشوا ہے اور یہ دعویٰ اسلام کا کرتا ہے' اور رسالہ لکھا ہے کہ وہابی کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے۔ جس کا نام ''دافع الفساد'' رکھا ہے۔

اَقولُ:

وہابی کے پیچھے نماز بالکل ناجائز ہے اور مطلقاً حرام ہے۔ ساری کتابوں میں اہل سنت و جماعت کی لکھا ہے کہ بدعت مکفرہ والے کے پیچھے اقتداء ناجائز ہے' اور یہ فریق ایسا بدعقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہل ضلالت و بدعت بکتا (کہتا) ہے۔

تراویح آٹھ رکعت پڑھتے ہیں اور بیس رکعت پڑھنے والوں کو بُرا کہتے ہیں۔ دیکھو کہ بیس رکعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور بعدہٗ جُملہ خلفائے راشدین و صحابہ کرام نے پڑھیں۔ اس کہنے سے یہ فرقہ کافر ہوا یا مسلمان رہا؟

یہ شخص وہابی ہے اور مسلمانوں کو دھوکا دیتا ہے۔

صفحہ 5 بحوالہ فقہ اکبر لکھا ہے اَلصَّلٰوۃُ خَلْفَ کُلِّ بَرٍّوَّ فَاجِرٍ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ جَائِزَۃٌ یعنی نماز پیچھے ہر نیک و گنہگار کے جائز ہے۔

اَقُوْلُ:

دیکھو اس میں مومن شرط ہے کہ مومن کی اقتداء جائز ہے نہ کافر کی۔

اور صفحہ 7 میں ہے۔

کَمَاںَ کَانَ الصَّحَابَۃُ وَالتَّابِعُوْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنَ الْاَئِمَۃِ الْاَرْبَعَۃِ یُصَلِّیْ بَعْضُھُمْ خَلْفَ بَعْضٍ

جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین ان کے بعد اماماں چاروں ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

اَقُوۡلُ:

صحابہ کرام اور تابعین اور امامان دین کا مذہب وہابیوں کے مطابق نہیں تھا۔ اس عبارت سے بھی صاف یہی معلوم ہوا کہ اہل ایمان اہل سنت و جماعت والوں کے پیچھے اقتداء جائز ہے کیونکہ سارے اصحاب اور امامانِ دین اہل سنت و اجماعت تھے' نہ مثل وہابیوں لامذہبوں کے تھے کہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا اور پیغمبروں کو چمار اور ذلیل کہیں' اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم.

غرض کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ رافضی و وہابی کے پیچھے حنفی کا اقتداء جائز ہے۔ رسالہ ''دافع الفساد'' والا جھوٹ کہتا ہے کیونکہ وہابی لامذہب ہے اور وہابی اہل سنت و جماعت کو دھوکا دیتے ہیں۔

درمختار وغیرہ میں ہے وَاِنۡ اَنۡکَرَ بَعۡضَ مَا عُلِمَ مِنَ الدِّیۡنَ ضَرُوۡرَۃً کَفَرَ بِھَا یعنی اگر کوئی انکار کرے اُس بات سے جو دین میں ضروری جانی گئی ہے، جس کے انکار سے یہ کافر بنتا ہے۔

کَقَوۡلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جِسۡمٌ کَالۡاَجۡسَامِ وَاِنۡکَارَ صُحۡبَۃِ الصِّدِّیۡقِ فَلَا یَصِحُّ الۡاِقۡتِدَآءُ بِہٖ اَصۡلاً جیسا کہ یہ کہے کہ خدا جسم ہے مثل اجسام کے اور انکار کرے صحبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا' پس اقتداء اس کے پیچھے بالکل درست نہیں ہے۔

ایسا ہی جُملہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے۔ اب تفصیل وار سنو کہ جن کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ کراہت وحُرمت اُن کی نسبت ہے جو اہل سنت و جماعت ہیں ورنہ وہابیوں کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں۔ اور اُن کے عقائد جدا ہیں۔ غلام خواہ آزاد کیا گیا ہو۔ اعرابی' صحرا کا رہنے والا ہو جس کو جٹ کہتے ہیں۔ اعمی نابینا۔ فاسق، مبتدع، امرد یعنی بے ریشہ خوبصورت لڑکا، سفیہ کم عقل، مفلوج فالج زدہ، برص سفید داغوں والا جس کے تمام بدن پر سفید داغ برص کے ہوں' خمر خوار'

سود خوار، نمام چغل خور، مرائی ریا کار، متصنع (تکلف سے بناوٹ کرنے والا)، امام باجرت، مگر متاخرین علماء نے برائے ضرورت جائز لکھا ہے۔ مخالف مذہب والا جس کے بارہ میں خلاف کا شک ہو اور اگر یقیناً مخالف ہو تو حرام ہے، اور اگر رعایت مقتدیوں کی کرے تو جائز ہے۔ اعرج (لنگڑا)، مجبوب (آلت بریدہ)، حاقن (بول وریح کا روکنے والا)، اقطع (دست بُریدہ)۔ بہت خیال کرنا چاہئے کہ مخالف مذہب والا یعنی شافعی یا مالکی یا حنبلی مذہب والا جو اہل سنت و جماعت سے ہے۔ اُس کی امامت مشروط ہے بشرط عدم مخالفت با مقتدی حنفی۔ پس وہابی کی امامت کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔

(فتاوی عالمگیریہ جلد 1 صفحہ 30)

یَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ خَلْفَ صَاحِبِ الْھَوٰی وَبِدْعَۃٍ وَلَاتَجُوْزُ خَلْفَ الرَّافِضِی وَالْجَھْمِیِّ وَالْقَدْرِیِّ وَالْمُشَبِّہٖ وَمُؤْمِنٌ یَقُوْلُ بِخَلْقِ الْقُرْاٰنِ وَصَاحِبُ الْھَوٰی اِنْ کَانَ ھُوَاہُ کَالَا یَکْفُرُبِہٖ صَاحِبُہٗ تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ خَلْفَہٗ مَعَ الْکَرَاھَۃِ وَاِلَّا فَلَا کَذَا فِی التِّبْیٖنِ وَالْخَلَاصَۃِ وَھُوَ الصَّحِیْحُ ھٰکَذَا فِی الْبَدَایِعِ

صاحب ہوئی و بدعت کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (مگر مکروہ ہے) اور رافضی وجہمی و قدری اور مشبہ (خدا کو جسم کہنے والا) اور قرآن کو مخلوق کہنے والے کے پیچھے ناجائز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر عقیدہ ایسا ہو کہ جس سے وہ کافر نہیں بنتا تو نماز اُس کے پیچھے کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور اگر کافر ہو جاتا ہے تو جائز نہیں۔

یہ بھی فتاوی عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ فاسق یا مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے سے ثواب جماعت کا ہوتا ہے۔

لیکن ایسا ثواب نہیں پاتا جو صالح و متقی کے پیچھے ملتا ہے۔

اب یہ بات کہ شافع المذہب والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

اِنَّمَا یَصِحُّ اِذَا کَانَ الْاِمَامُ یَتَحَامٰی مَوَاضِعَ الْخَلَافِ تب جائز ہے کہ جب امام مقاماتِ خلاف سے پرہیز کرے۔ وَلَایَکُوْنَ مُتَعَصِّبًا وَلَا شَاکًافِی

اِیْمَانِہٖ اور جب کہ متعصب بھی نہ ہو اور اپنے ایمان میں شک وتردد کرنے والا بھی نہ ہو۔

فائدہ:

یہ سارے اوصاف لامذہبوں میں موجود ہیں۔ مواضع خلاف میں خلاف کرتے ہیں، جس کے سبب یہ لامذہب ووہابی کہلائے، اور متعصب غایت درجہ کے ہیں جس کے سبب بارہا عدالتوں تک نوبت پہنچی۔ اور شاک درایمان ہیں۔ اور حنفیوں کے نزدیک مشکوک الایمان ہونا ان کی ادنیٰ بات ہے بلکہ یقیناً مسلوب الایمان ہیں کہ کتاب ''تقویت الایمان'' ان لوگوں کا ایمان ہے اور وہ کتاب کفریات سے پُر ہے۔

ان کی ترکی تمام ہوئی اب زیادہ لکھنے کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ عالمگیریہ (عالمگیری جلد 1 صفحہ 66 سطر 8-7 وان يناعي الترتيب في الفوانت) میں صاف لکھا ہے کہ نمازوں کی ترتیب کو نہ رعایت کرنے والے کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ اور رُبع (چوتھا) راس سے کم مسح کرنے والے کے پیچھے بھی ناجائز ہے۔

معلوم رہے کہ یہ سارے اوصاف مذمومہ اس گروہ دین جدید والوں میں موجود ہیں۔ بموجب مذہب حنفی نہ ان کی نماز ہی صحیح ہے نہ وضو اور نہ ان کا کھانا پاک ہے نہ کپڑا۔ جب مردار کنوئیں ہے میں گرے تو یہ لوگ اس کنوئیں ہے کو ناپاک نہیں جانتے، بلکہ کوئی پلیدی بول وبراز پڑ جائے تو بھی پلید نہیں جانتے، پس ان کا حنفیوں کے ساتھ کیا معاملہ باقی رہا؟ یہ لوگ کیوں ناحق تعصب کرتے ہیں اور رسالے لکھتے ہیں کہ حنفیوں کی نماز وہابیوں کے پیچھے درست ہے۔

الجواب:

ان واہیات باتوں سے یہ باز آجائیں۔ ان دشمنوں سے اتنا کوئی نہیں پوچھتا کہ جب تم وہابی بنے ہو تو پھر تمہارا حنفیوں کے ساتھ کیا علاقہ دِین کا باقی رہا ہے کہ تم خواہ نخواہ عوام کو تنگ کرتے ہو کہ ہمارے پیچھے نماز پڑھو۔ اگر تم لوگ صاف ہوتے اور مخالفت

حنفیوں کے ساتھ نہ کرتے تو حنفی مذہب میں بھی رہتے۔تم تو خود دائرہ اسلام سے بھاگ نکلے۔اب حنفیوں کا تمہارے ساتھ کیا تعلق رہا۔واہ کیا بات ہے یہ وہابی لوگ حنفیوں کو مشرک کہتے ہیں۔جو کوئی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھے وہ ان کے نزدیک مشرک و کافر ہے۔اور تقلید امام معین کو ناجائز بتاتے ہیں۔اور زبانی کہتے ہیں کہ ہم تو غوثِ اعظم قدس سرہٗ کو اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو مانتے ہیں' یہ ان کا دھوکا ہے۔حضرت غوثِ اعظم قدس سرہٗ کو مانتے تو حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کے کیوں منکر ہوتے اور حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق جو عمل کرے اُس کو کیوں کافر کہتے؟ غوث پاک تو فرماتے ہیں جو میرا نام پکارے اُس کی سختی دُور ہو جاتی ہے۔یہ لوگ تو اس بات کو کفر جانتے ہیں۔معلوم ہوا کہ یہ در پردہ حضرت غوثِ پاک کو بھی بُرا جانتے ہیں۔بہجۃ الاسرار جس میں جناب غوثِ اعظم قدس سرہٗ کے اقوال و احوال بسند جید مذکور ہیں ملاحظہ طلب ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید مطابق قرآن مجید اور حدیثِ نبوی ﷺ کے ہر ایک پر واجب ہے۔اس درجہ کا کائی عالم نہیں رہا جو اس تقلید سے مستغنی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (پ۱۱سورۃ التوبۃ آیت ۱۱۹)

اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہوں۔

اس سے صاف تقلید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ثابت ہے۔اہل سنت و جماعت میں سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام المتقین ہیں۔سب کو حکم ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سنگ رہو' مگر چونکہ دوسرے اماموں کے مقلد تقلید اپنے اپنے اماموں کی کر چکے تھے اور تقلید کر کے چھوڑنی حرام ہے لہٰذا شافعی و مالکی و حنبلی معذور رہے کہ ارتکابِ حرام سے بچ رہیں۔اور وہابی ہندوستان کے پہلے حنفی تھے' ان لوگوں نے حنفی مذہب کو ترک کیا تو یہ لوگ بموجب حکم مذہب حنفی کے واجب التعزیر ہوئے۔اگر سلطان اسلامی ہوتا تو ان پر

تعزیر شرعی جاری کرتا۔ اب طرفہ یہ ہے کہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پیچھے حنفیوں کی نماز جائز ہے۔ معاذ اللہ بالکل ناجائز ہے۔

شامی میں لکھا ہے کہ اصح مذہب یہی ہے کہ رائے مقتدی کی معتبر ہے' اگر مقتدی کو خیال ہے کہ امام مخالف مذہب والا ہے اور رعایت میرے مذہب کی نہیں کرتا تو اقتداء اس کے پیچھے ناجائز ہے۔ یہ بات خیال میں رہے کہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ نسبت مخالف مذہب شافعی کے ہے' اور شافعیوں کا عقیدہ موافق حنفیوں کے ہوتا ہے' وہابی لوگ تو سخت مخالف عقائد واحکام میں ہیں۔

حنفیوں سے مخالفت اُن کی دو طرح پر ہے۔ ایک عقائد میں' دوم احکام میں۔ عقائد میں وہ ہے جو اوپر بحوالہ ''تقویت الایمان'' و ''ایضاح الحق'' مذکور ہوا۔ اور احکام فروعی میں اس طرح پر ہے کہ عورت کے ساتھ جماع کرنے سے بلا انزال ان کے نزدیک غسل فرض نہیں ہوتا۔ دیکھو بخاری صفحہ 439۔ عَنْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْاَۃَ فَلَمْ یُنْزِلُ قَالَ یَغْسِلُ مَامَسَّ الْمَرْاَۃَ مِنْہُ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ وَیُصَلِّیْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ الْغُسْلُ اَحْوَطُ (بخاری کتاب الغسل' باب غسل مایصیب من فرج المرأۃ)

یعنی ابی بن کعب سے مروی ہے کہ اُس نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرد عورت کے ساتھ صحبت کرے اور انزال نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ جتنا بدن عورت کے ساتھ لگا ہے وہ دھولے' پھر وضو کر کے نماز پڑھے۔ ابو عبداللہ بخاری والا کہتا ہے کہ غسل کرنا اچھا ہے (یعنی فرض نہیں ہے)۔

پس جب وہابی کا اعتقاد و عمل بخاری پر ہے اور بخاری والے کا یہ مذہب ہے کہ اس حالت میں غسل فرض نہیں ہے' تب حنفی اُن کے پیچھے کس طرح نماز پڑھ سکتا ہے؟ حنفی کو کیا معلوم کہ یہ جنب ہے یا پلید' اور باتفاق امت یہ حدیث منسوخ ہے' کوئی حنفی اور شافعی وغیرہ اس حدیث کا عامل نہیں ہے۔ بخاری کو اتنا نہیں سُوجھا کہ خود قبل اس کے حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کر چکا ہوں' اُس کے برخلاف کیوں اپنا خیال ظاہر کروں۔

اور باقی اماموں کا عمل اس حدیث پر ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ

(متفق علیہ' مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ' باب الغسل' پہلی فصل)

(بخاری کتاب الغسل' باب اذا التقی الختانان))

فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مرد چاروں شعبے عورت میں بیٹھے' پھر اُس کیساتھ جہد کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

چونکہ جاہل حنفیوں کو پہلے یہ حال وہابیوں کا معلوم نہ تھا کہ اس وجہ سے شاید ان کے پیچھے نماز پڑھنی جائز جانتے ہوں گے' اب تو ساری قلعی ان کی کھل گئی۔ حنفیوں کو لازم ہے کہ تنہا پڑھیں اور ان کے پیچھے نہ پڑھیں کیونکہ اب مسئلہ واضح ہو گیا ہے۔

اور اس رسالہ ''دافع الفساد'' میں جو حوالہ دیا گیا ہے کہ اہل مکہ و مدینہ کے لوگ رفع یدین کرنے والوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

اقول:

حرمین شریفین میں چاروں مذہب کے امام ہیں' اور عقائد میں سب ایک ہیں۔ اختلاف فروعی کے بارہ میں سلطانی حکم ہے کہ کوئی امام کسی مذہب والے کے مخالف بات نہ کرے یعنی جن سے نماز کسی مذہب والے کی جائز نہیں ہوتی وہ بات نہ کرے۔ مثلاً بول کر کے ڈھیلے سے خشک نہ کرنا' اور سر کے چہارم سے کم مسح کرنا' اور فصد کرنے سے وضو نہ کرنا' اور دہ دردہ سے پانی کم ہو اس سے وضو کرنا' ان سب سے پرہیز کریں۔

وہابی کو حرمین شریفین کا حوالہ دینا تب درست ہوتا کہ جب کوئی وہابی ظاہر ہو کر وہاں امامت کراتا یا نماز پڑھتا۔ مولوی نذیر حسین دہلوی کا قصہ حنفیوں کے واسطے دلیل قوی

ہے کہ جب وہ حرمین شریفین میں گیا تو گرفتار ہوا۔ جب سب عقائد باطلہ وہابیہ سے توبہ کی تو اُس وقت رہا ہوا۔ پس حرمین شریفین کا عملدرآمد سب کے واسطے حکم منصف ہے، جو کچھ وہابیوں کی توقیر ہے وہی مسلمانوں کو ان کے ساتھ کرنی لازم ہے۔

خاتمہ میزان شعرانی صغریٰ میں لکھا ہے:

فَعُلِمَ مِمَّا قَرَرنَا اَنَّ مِنْ يَطَّلِعُ عَلٰى اَدِلَّةِ الْاَئِمَةِ وَلَا يَعْرِفُ مَنَازِعَهُمْ يَجِبُ عَلَيْهِ التَّقْلِيْدُ بِمَذْهَبِ اِمَامٍ مُعَيَّنٍ وَالْاَضَلُّ وَاَضَلُّ

پس ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اماموں کی دلیلوں پر مطلع ہو اور مقام نزاع کو نہ جانے اُس پر واجب ہے کہ ایک امام معین کی تقلید کرے ورنہ خود گمراہ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرے گا۔

اور وہ جو وہابی نے لکھا ہے کہ مسلم الثبوت اور تحریر میں اختلاف علماء کا لکھا ہے کہ کوئی تقلید واجب کہتا ہے اور کوئی غیر واجب۔

اقول:

یہ اختلاف نسبت علماءِ دین کے ہے جو سارے مذہب کتاب وسنت تک ملائے اور سورت فاتحہ سے جمیع مسائل دین کے نکال سکے، جیسا کہ میزان شعرانی میں عالم کی تعریف میں لکھا ہے:

لایکمل العالم عندنا فی مقام العلم حتی یرد کل قول فی مذهب المجتهدین الی الکتاب والسنة ولا یبقی عندهٔ تنازع فی قول منها وهناک یخرج عن العامیة ویستحق التلقیب بالعالم وهو اول مرتبه تکون العالم ثم یترقی الی ان یصیر یخرج جمیع احکام القران من الفاتحة لانها هی الام فاذا قراها فی صلاته کان له ثواب من قرأ القران کله ثم یترقی من ذلک الی ان یصیر یخرج جمیع مذاهب الشریعة

واقوال علمائها من ای حرف شاء من حروف الهجاء قال وهذا هو العالم الکامل صفحة 49 رحمة الامة.

یعنی ہمارے یہاں عالم کامل نہیں ہوتا علم میں حتیٰ کہ راجع کرے ہر ایک قول کو اماموں کے مذہب میں طرف کتاب وسنت کے' اور اس کے نزدیک کوئی تنازع کسی بات میں نہ رہے' اور اس درجہ میں وہ عامیت سے نکلے گا اور مستحق لقب عالم کا ہوگا۔ یہ اول مرتبہ ہے کہ عالم کے واسطے ہوتا ہے' پھر ترقی کرتا ہے' یہاں تک کہ سارے احکام قرآن کے سورہ فاتحہ سے نکال لے کیونکہ یہ سورہ ماں ہے' پس جب ایسا شخص سورہ فاتحہ نماز میں پڑھے گا تو اس کو ثواب اتنا ملے گا کہ جتنا کسی نے سارا قرآن مجید پڑھا۔ پھر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ سارے مذہب شریعت کے جس حُرف سے یا حروف تہجی سے چاہے نکال لے' یہ عالم کامل ہے۔ (صفحہ 49 میزان صغریٰ شعرانی رحمۃ الامۃ)۔

یہ وہابی لوگ عامی ہیں' صدہا سال سے ایسا عالم جس کی تعریف ہوچکی ہے مفقود ہو گیا ہے' لہٰذا جملہ عالم عامی ہے اور عامی کو تقلید مذہب امام معین کی واجب ہے' ورنہ خود گمراہ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرے گا۔ اس کے مصداق یہی لا مذہب لوگ ہیں اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ.

تنبیہ:

عہد نامہ علماء فریقین سنی و وہابی کا جو حویلی میں چھپا ہے اُس میں مسائل کی رُو سے بڑی غلطی ہے' جیسا کہ بحوالہ شامی وفتاویٰ عالمگیر یہ مذکور ہوا۔ وہ دینی سند نہیں ہے۔

(معانی الآثار طحاوی صفحہ 132 باب عدم رفع یدین)

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَبَّرَ لِاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَکُوْنَ اِبْھَامَاہُ قَرِیْبًا مِنْ شُحْمَتِیْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَایَعُوْدُ

یہی حدیث مرفوع تین سند کے ساتھ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نماز میں نہیں فرماتے تھے۔

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تذکرہ ہوا کہ حضرت وائل حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ رکوع میں جاتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین فرماتے تھے۔ حضرت ابراہیم نخعی غضب میں آئے اور کہا: وائل نے ایک دفعہ دیکھا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پچاس دفعہ ایسا نہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت کلیب نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔

اور حضرت مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی وہ بھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔

(اس ساری بحث کے لئے ملاحظہ فرمائیں طحاوی شریف کتاب الصلوٰۃ کا باب التکبیر للرکوع و التکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذالک رفع ام لم)

ہدایت:

امام شافعی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے قول اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِي کے یہ معنی ہیں کہ جہاں میری روایت نہ ہو اور وہاں تم میرا مذہب معلوم کرنا چاہو تو حدیث صحیح میرا مذہب ہے جیسا کہ سب فقہ کی کتابوں میں ہے کہ جہاں امام صاحب کا قول نہ ہو وہاں حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

حنفیوں کی نماز وہابیوں کے پیچھے ناجائز ہے:

لاہور محلہ چنگڑاں واقع بیرون دروازہ لوہاری میں اہل محلہ نے امام مسجد کو نکال دیا۔ اُس نے نالش کی کہ مجھ کو ناحق نکالا ہے۔ درجواب اُس کے اہل محلہ نے کہا کہ یہ وہابی ہے۔ فریقین سے علماء طلب ہوئے۔ انجام کار فیصلہ ہوا کہ وہابی۔ کے پیچھے نماز ناجائز ہے، نکال دو۔ وہابیوں نے چیف کورٹ میں اپیل کیا وہ بھی خارج ہوا اور فیصلہ ماتحت بحال رہا۔ وہابیوں نے اپنی سیاہی دھونے کے واسطے ایک رسالہ مسمی ''دافع الفساد'' لکھا کہ حنفی کی نماز وہابی کے پیچھے جائز ہے۔ چونکہ یہ رسالہ دھوکا تھا اور جو جو حوالہ اُس نے دیا تھا سب سے یہی ظاہر تھا کہ کسی مخالف کے پیچھے تب نماز جائز ہے کہ جب وہ رعایت مقتدی کی کرے اور مقاماتِ اختلاف سے پرہیز کرے۔ سو وہابی لوگ مخالفت کرتے ہیں جس کے سبب لامذہب بنے۔ اور عقائد ان کے ایسے ہیں جن سے حنفیوں کے نزدیک یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں۔ پس امامت ان کی ناجائز ہے۔

ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے نماز میں:

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِی شَیْبَۃَ فِی مُصَنَّفِہٖ (ج۱ص۳۹۰) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ

ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف میں حضرت وائل بن حجر سے روایت کیا ہے کہ دیکھا میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا آپ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر نماز میں نیچے ناف کے۔

اور رزین نے حضرت ابوجحیفہ سے روایت کیا ہے۔ اِنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ وَیَضَعُھَا تَحْتَ السُّرَّۃِ ۔

(تیسیر الوصول)

تحقیق فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے رکھنا ہتھیلی کا ہتھیلی پر نماز میں اور رکھے دونوں کو ناف کے نیچے (تیسیر الوصول)۔

یہ خیال رہے کہ لفظ سنت کا دلالت کرتا ہے مواظبت فعل پر۔ اگر کسی نے روایت اس کے برخلاف کی ہے وہ محمول ہے برترک احیاناً جس سے سنت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ثابت ہوتی ہے۔

قرأۃ فاتحہ فرض نہیں بلکہ واجب ہے:

صحیح مسلم (کتاب الصلوٰۃ' باب القراءۃ فی الصُّبح) میں حضرت عبداللہ بن سائب سے مروی ہے۔

قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ الصُّبْحَ بِمَکَّۃَ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَۃَ الْمُؤْمِنِیْنَ

کہا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ہم کو نماز صبح کی پڑھائی اور سورہ مومنین کو وَ اقَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنِیْنَ سے شروع کیا۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ استفتاح نماز میں سورہ مومنین کے ساتھ ہوا اور فاتحہ ترک کر دی۔

فاتحہ مقتدی کو پڑھنی مکروہ تحریمی ہے:

معانی آثار باب القرأۃ خلف الامام میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَأۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاۃٌ

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا امام ہو سو قرأت امام اُس کی ہے:

قال اللہ تعالیٰ : وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (پ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۲۰۴)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے، جب قرآن پڑھا جائے تو تم سنو اور چپ رہو امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے۔

پس ثابت ہوا کہ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں فرض نہیں اور مقتدی کو فاتحہ پڑھنا ترک واجب ہے یعنی مکروہ تحریمی اور ناجائز۔

آمین آہستہ کہنی سنت ہے:

معانی آثار طحاوی (کتاب الصلوٰۃ، باب قراءۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فی صلوٰۃ) میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرَوَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَایَجْهَرَ انِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّامِيْنِ

حضرت ابو وائل سے مروی ہے کہ کہا اس نے کہ حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما ساتھ بسم اللہ کے جہر نہیں کرتے تھے اور نہ اعوذ باللہ کے ساتھ اور نہ آمین کے ساتھ۔

جہر و اسرار میں اتنا فرق ہے کہ جہر بلند آواز اتنا ہو کہ بہت سنیں اور اسرار وہ ہے کہ خود قاری سُنے یا قرب و جوار والا ایک آدمی تک۔ اور حدیث خبر والی کوئی ایسی نہیں جس سے جہر آمین ثابت ہو۔

ترمذی (ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی التامین) میں ہے کہ حضرت وائل بن حجر نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ اُس نے کہا کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاءَ وَلَاالضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ

یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین آہستہ کہی۔ اس سند میں شعبہ ہے جو حدیث میں امیر المومنین ہے۔ اور دار قطنی نے حضرت وائل بن حجر سے روایت کیا کہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وَلَاالضَّالِّیْن پڑھا قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخفَیٰ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین آہستہ فرمائی۔

محدثوں کا صرف ادعا ہے کہ بخاری وغیرہ کہتے ہیں کہ آمین بلند کہنی سنت ہے۔ یہ دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کے مخالف ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

مرجوعہ نمبر 107 نقل فتوئی مدخلہ مولوی غلام قادر صاحب مدعا علیہ مشمولہ مثل نمبر 107 اجلاس منشی رامداس صاحب تحصیلدار بھیرہ۔ فیصلہ 21 اگست 1872 بمقدمہ احمد الدین و چراغ الدین سکنائے بھیرہ مدعیان بنام مولوی غلام نبی و مولوی غلام قادر و مولوی غلام رسول مدعا علیہم۔ (علت دفعہ 504 تعزیرات ہند)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ پس بتاریخ 25 و 26 جمادی الاخری بیوم یکشنبہ و دوشنبہ باتفاق علمائے و اراکین بلدہ بھیرہ در جامع مسجد بیرونی برائے تصفیہ و تنقیہ مابین وہابیاں و سُنیاں مجمع عام شد۔ چنانچہ ہر دو فریقین باہم مباحثہ و مناظرہ کردند۔

فریق سنی:

حضرت صاحب مولوی غلام نبی لِلّٰہ والا۔ مولوی غلام مرتضٰی صاحب ساکن بیربل۔ حافظ لال شاہ پشاوری سید بنوری۔ مولوی رحیم بخش صاحب۔ مولوی عبدالعزیز صاحبزادہ بگے والا۔ مولوی غلام قادر صاحب سکنہ بھیرہ۔ مولوی غلام رسول ساکن چاوہ و بھیرہ۔

فریق وہابی:

نورالدین و چراغ الدین آہنگر و احمد دین پراچہ وغیرہ۔ اتباع اوشان بقدر چہل پچاس وہابیاں مذکور در مسئلہ اغثنا یا رسول الثقلین و اغثنا یا غوث الثقلین و امکان وجود نظیر نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ وتقویت الایمان کہ درآن کتاب ہتک شان نبی کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم را بچمار نسبت کردہ۔ ورفع یدین و جہر آمین۔ مباحثہ کردہ استمداد واستعانت از اولیاء وانبیاء را انکار کردند۔ وامکان مثل رسول کریم اولا انکار کردہ بعدہ قائل شدند و تقویت الایمان را انکار نکردند۔ ودر مسئلہ ہر مخلوق خدا کی شان کے آگے چمار جیسی ہے قائل شدند۔ وگفتند کہ تقویت الایمان را انکار نمی کینم۔ ورسول کریم واولیاء را کہ نسبت بچمار کردہ مسلم داشتہ وتاویل رکیک شدند۔ چونکہ ایں مسئلہ مکروہ تر واقبح ومخالف اہل سنت و جماعت است۔ وایں مسئلہ تقویت الایمان مخالف آیات عظام. اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۳) قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (پ۲۳ سورۃ الزمر آیت ۹) وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ۲۸ سورۃ المجادلۃ آیت ۱۱) وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۱۳) یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۷۴) وقائل ایں مسئلہ خارج از حد ایمان واسلام است وعلامات ظاہرہ وباہرہ ایں فرقہ دریں دیار۔ رفع یدین و جہر آمین وقرأت فاتحہ یعنی سورہ الحمد خلف امام اندر۔ لہٰذا جمیع اہل اسلام اہل سنت و جماعت راندائے عام و بشارت تام دادہ میشود کہ بموجب احادیث نبویہ اختلاط ومشارکت باتباع ایں فرقہ ضالہ ہرگز نکنند ودور ونزدیک را از اشاعت و اذاعت ایں خبر تساہل وتکاہل نکنند وبموجب آیات واحادیث۔ یہ پرہیز خود واجب دانند۔ چناں نشود کہ نادانستہ وخطاء کدام کس ہمراہ اوشان مجالس وموانس وہم صلوۃ وہم جنازہ وہم نوالہ وہم پیالہ باشد عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَتْ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ فِی الْمَعَاصِیْ نَهَتْهُمْ عُلَمَآءُ هُمْ فَلَمْ یَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِیْ مَجَالِسِهِمْ وَاٰکَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَعَنَهُمْ عَلٰی لِسَانِ دَاوُدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذَالِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف کتاب

الآداب، باب الامر بالمعروف، دوسری فصل)۔ مکرر آنکہ علامات واضح ایں فرقہ عدم تقلید امام معین یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ورفع یدین و جہر آمین وقرات فاتحہ۔ پس امام است و بعدہ بروز سہ شنبہ باستدعائے میاں خیر محمد وغلام رسول صاحب ودیگر پراچگان خورد وکلاں واستحضار ارکان خواجگان واکثر علمائے مساجد بھیرہ ودیگر اراکین پیران وغیرہ در مسجد محلہ پراچگان محاذی مزار ومرقد میراں صاحب مرقوم اتفاق جلسہ عام شد۔ چنانچہ ایں مسائل و واقعات علیٰ رؤس الاشتہاد تقریر کردہ شد۔ وہمہ قبول کردند ودُعائے خیر شد کہ با فرقہ ضالہ کدام کس مخالطت ومشارکت نخواہد کرد۔ ودر معرکہ مباحثہ اول روز تحصیلدار صاحب و تھانیدار صاحب وبروز دوم تھانیدار صاحب بمعہ سپاہیاں وکنسٹبلاں حاضر بودند۔ ایں اشتہار عام واعلان برائے عوام نمودہ شد۔

العبد فقیر غلام نبی محمدی احمدی عفی عنہ — العبد غلام رسول چودی ہکذا الحکم

العبد فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین فقیر غلام مرتضیٰ عفی عنہ — العبد حافظ سید لال شاہ پشاوری تلمیذ حافظ صاحب مرحوم پشاوری

العبد غلام قادر عفی عنہ — العبد محمد دین — العبد عبدالحکیم

العبد فقیر عبدالعزیز بگوئی عفی عنہ بمنہ و کرمہ — العبد مافی المکتوب منظور و مقبول فقیر عبدالرحیم

العبد ھذا التحریر صحیح خیر محمد پراچہ — العبد بندہ غلام رسول امام مسجد دروازہ جنوبی

العبد	العبد
خدا بخش قوم آوان	پیر رکن عالم شاہ قریشی
العبد	العبد
شیخ احمد امام مسجد شیخاں	عبداللہ شاہ

مدخلہ غلام قادر شامل مثل رہے

دستخط رام داس تحصیلدار

ترجمہ: فیصلہ چیف کورٹ مصدورہ 2 دسمبر 1875ء صیغہ نگرانی نمبر 1875.672ء فوجداری۔ طلب شدہ بموجب دفعہ 294 مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ باجلاس چارلس بولنوز صاحب بہار۔ سی آر لینڈزی صاحب بہادر حکام، غلام قادر و غلام رسول و غلام نبی و خیر محمد و غلام رسول ملزمان سایلان بنام سرکار معرفت چراغ الدین و احمد الدین رسپانڈنٹ، جُرم دفعہ 500 تعزیرات ہند۔ سزا نسبت ملزم نمبر 1 مبلغ یک صد روپیہ و نمبر 12 سی روپیہ۔ جرمانہ نسبت ملزم نمبر 3، 4 و 5 مبلغ تیس تیس روپیہ۔ جرمانہ در صورت عدم ادائے جرمانہ ایک ایک ماہ قید سخت۔ درخواست نگرانی حسب دفعہ 297 ایکٹ 187210ء بابت حکم صاحب سیشن جج قسمت راولپنڈی مورخہ 17 ستمبر 1875ء جس کے رو سے حکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گجرات مورخہ 10 جولائی 1875ء ترمیم ہو کر قید سخت کی بجائے قید محض ہوگئی۔ سائلان کی جانب سے مسٹر ینلڈ صاحب اور رسپانڈنٹ کی طرف سے بابو کالی پرشنو رائے حاضر ہیں بموجب معنون مجموعہ مذکور کے۔ اس مقدمہ میں کوئی ازالہ حیثیت عرفی ثابت نہیں۔ فتویٰ جیسا کہ یہ کہلاتا ہے جائز ہے گو اس سے ازالہ حیثیت عرفی ہو۔ وہ الفاظ جن کا بیان بابو کالی پرشنو رائے نے کیا ہے کہ مدعا علیہم نے بیرون دروازہ مسجد کے مستعمل کئے تھے۔ جن سے انہوں نے گاؤں کے حجاموں و دیگر گاؤں والوں کی توجہ اس طرف کرائی تھی کہ وہ مستغیث کی حجامت نہ کریں اور ان کو پانی و دیگر ضروریات نہ دیں پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ آیا ہم حکام کو

اب اُن کے ثابت کرنے کی اجازت دینی چاہئے کہ نہیں۔ اس مقدمہ میں اصلی دریافت طلب امر ہے۔ ہماری دانست میں یہ اجازت نہیں دینی چاہئے۔ جس روز یہ تجویز ظہور میں آئی مستغیثان نے فتویٰ پر حصر رکھا۔ اُن کے گواہان کو پکارا جا سکتا تھا لیکن ان کو آواز نہیں دی گئی تھی کیونکہ وہ حاضر نہیں تھے۔ یہ امر پایا نہیں جاتا کہ مستغیثوں نے درخواست واسطے التواء کے واسطے طلبی گواہاں کے کی تھی۔ اندریں حالت ہم احکامات کو منسوخ کرنے کے لئے اور یہ حکم دینے کے لئے مجبور ہیں کہ اگر جرمانہ وصول ہو گیا تو واپس کیا جائے۔

دستخط چارلس

بولنوز: سی آر لینڈزی مورخہ 2 دسمبر 1875ء

چونکہ مدعیان نے اس مقدمہ میں پہلی دفعہ 504 تعزیرات ہند میں نالش کی تھی اور وہ حکم چیف کورٹ' منسوخ کر کے ہدایت کی کہ اگر استغاثہ دفعہ 500 میں مجسٹریٹ درجہ اول کے ہاں کریں تو دیکھا جائے گا۔ پھر مدعیان نے دفعہ 500 میں استغاثہ دائر کیا اور حکام ماتحت نے اُس اشارہ کو منصوص سمجھ کر جرمانہ بحال کیا۔ پھر چیفکورٹ نے بعد ملاحظہ فتویٰ کے قطعی حکم دیا کہ اُن پر کسی طرح کا جُرم اس فتویٰ سے ثابت نہیں ہو سکتا گو ازالہ حیثیت عرفی کا ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر 41

نام کتاب ---------- اسلام کی گیارہ کتابیں

(ساتویں کتاب)

مؤلف ------------- حضرت علامہ مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات ------------- 72

کمپوزنگ ----------- ورڈ میکر لاہور

تاریخ اشاعت ---------- مئی 2019، رمضان المبارک 1440ھ

تصحیح و تخریج ----------- محترم جناب نعیم اللہ قادری صاحب

قیمت -------------- =/80

ملنے کا پتا

دفتر مرکزی مجلس رضا مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ لاہور

Ph:042-37225605 Cell:0321-4477511
Email:muslimkitabevi@gmail.com